برف کے جذبے

کاشف زبیر

دشمن کی شناخت ہو تو جنگ لڑنا آسان ہوجاتی ہے لیکن... جب کوئی خونی قاتل دوست کے روپ میں سایا بن جائے تو ایسے میں ہوشیاری غفلت کا کوئی وار نہیں سہہ سکتی... ایسی ہی دلچسپ معرکہ آرائی یہاں بھی جاری تھی... جو مسیحا کے بھیس میں زندگی سے آنکھ مچولی کھیلتا رہا اور اس کہانی کے کرداروں کی آنکھ میں دھول جھونکتا رہا... وہ بلا کا ذہین تھا لیکن ذہانت کی بلا کا وار نہ سہہ سکا... جس نے محض اس کی چال سے اس کے چلن کا اندازہ کرلیا تھا۔

برفانی فضاؤں میں لہو کی گردش تیز کرنے والی بلاؤں کا قصہ

یہ چھوٹا ٹرانسپورٹر طیارہ تھا جو تقریباً بیس ہزار فٹ کی بلندی پر محوِ پرواز تھا۔ کاک پٹ میں دو پائلٹ تھے۔ وہ آپس میں بات کررہے تھے اور لہجے سے امریکی لگ رہے تھے۔ ان کے انداز میں تشویش تھی۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ ”میں پیچھے جارہا ہوں ہوشیار رہنا۔“

دوسرا پائلٹ فکرمندی سے بولا۔ ”کیا یہ ضروری ہے؟“

”ہاں ہمیں طے شدہ پلان پر عمل کرنا ہے۔ ان

چاروں کو لے جانے کا مطلب ہے ہم اپنے لیے ہمیشہ کی پریشانی مول لیں۔ ان کو یہیں چھوڑ کر جانا ہوگا۔'' پہلے پائلٹ نے سرد لہجے میں کہا اور اٹھ کر پیچھے کیبن میں آیا جہاں چار افراد موجود تھے۔ انہوں نے اپنے ہتھیار ایک طرف رکھے ہوئے تھے اور واڈکا کی بوتلیں کھول کر جشن منا رہے تھے۔ وہ آپس میں روسی زبان میں گندے مذاق کر رہے تھے اور پاگلوں کی طرح قہقہے لگا رہے تھے۔ اسے دیکھ کر ایک نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا۔

''ہے...... تم کیوں نہیں پی رہے؟''

''ہم پائلٹ ہیں اگر پی تو یہ سفر ہمارا آخری سفر بھی ہو سکتا ہے۔'' پائلٹ نے دزدیدہ نظروں سے ایک کونے میں رکھے فولادی سلینڈروں کی طرف دیکھا۔ ان سلینڈروں کو سرکنے سے بچانے کے لیے فولادی زنجیروں سے باندھا ہوا تھا۔ وہ سات گھنٹے پہلے سائبیریا کے ایک چھوٹے سے ائرپورٹ سے روانہ ہوئے تھے اور ان کی منزل قطب شمالی کے پاس امریکی سرزمین تھی۔ پائلٹ نے سلینڈروں سے توجہ ہٹاتے ہوئے میز پر رکھا ہوا پستول دیکھا۔ وہ اس شخص کے زیادہ نزدیک تھا جو اب واڈکا کی بوتل سے منہ لگا کر پی رہا تھا۔ اس نے پائلٹ سے کہا۔ ''اگر ہم نے یہ سفر کامیابی سے طے کرلیا تو ہم میں سے ہر شخص کروڑپتی بن جائے گا۔''

''ہاں میں بھی ذرا چکھ لوں۔'' پائلٹ نے ہاتھ آگے کیا جیسے واڈکا کی بوتل اٹھا رہا ہو لیکن اس نے اچانک پستول اٹھالیا اور سامنے بیٹھے شخص کو شوٹ کر دیا۔ پھر اس نے ذرا دور بیٹھے دوسرے شخص پر گولی چلائی مگر وہ بچ گیا اور باقی دو اب پاگلوں کی طرح اپنے ہتھیاروں کی طرف لپک رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنی کلاشنکوف رائفل اٹھائی اور پائلٹ پر برسٹ مارا۔ وہ میز کی آڑ میں بچ گیا۔ پھر اس نے جوابی فائر کیا تو کلاشنکوف والا ڈھیر ہو گیا مگر اتنی دیر میں باقی دو ہتھیار سنبھال کر پوزیشنیں لے چکے تھے۔ ایک پستول کے مقابلے میں دو خودکار رائفلیں تھیں۔ یک طرفہ مقابلہ تھا۔ گولیاں اتنے تواتر سے برس رہی تھیں کہ اس کے لیے میز کی آڑ سے نکلنا بھی دشوار تھا۔ اگر یہ میز مضبوط فولادی چادر کی نہ ہوتی تو وہ اب تک چھلنی ہو چکا ہوتا۔ وہ خود کو کوس رہا تھا کہ اس نے تیزی سے کام کیوں نہیں کیا اب خود اس کی اور اس کے ساتھی کی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔

اس پر گولیاں برسانے والے نشے میں اور بے حد خوف زدہ تھے اس لیے وہ اس بات کی پروا کیے بغیر فائرنگ کر رہے تھے کہ کاک پٹ سامنے تھا۔ کوئی گولی پائلٹ یا پینل پر لگ جاتی تو ان کا کیا انجام ہوتا اور پھر وہی ہوا۔ اچانک ایک گولی دوسرے پائلٹ کے سر میں لگی اور وہ اوندھے منہ فلائنگ پینل پر گر گیا۔ تھروٹل آگے گیا تو ہوائی جہاز منہ کے بل زمین کی طرف جانے لگا۔ پہلا پائلٹ اڑ کر کاک پٹ کی دیوار پر گرا اور اس پر گولیاں برسانے والے اب اپنی اپنی جگہوں پر دبکے ہوئے تھے اور خود کو گرنے سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پہلے پائلٹ نے بہ مشکل خود کو بچانے کی کوشش کی اور جھانک کر دیکھا تو ونڈ شیلڈ کے سامنے بادل نظر آ رہے تھے۔ پھر اچانک ہی سفید زمین دکھائی دی وہ بہت نزدیک تھی۔ ایک دھماکا ہوا اور دوسرے لمحے طیارہ برف میں دھنستا چلا گیا تھا۔

☆☆☆

شیری جونز اسٹیشن نوتائن فائیو کے ہیلی پیڈ پر اتری تو موسم خوفناک حد تک سرد تھا۔ ہیلی کاپٹر کا کیبن معقول حد تک گرم تھا لیکن اس سے باہر درجۂ حرارت منفی چالیس ڈگری سینٹی گریڈ تک گرا ہوا تھا۔ شمال سے تیز اور سرد کاٹ دار ہوا جیسے پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔ وہ نیچے اتری تو ایک لمحے کو ہوا کے زور سے لڑکھڑائی اور لرز اٹھی۔ حالانکہ اس نے مکمل گرم لباس پہن رکھا تھا، قطب شمالی پر اسٹیشن دو سو پچانوے امریکا کا تھا۔ اس تحقیقاتی اسٹیشن پر درجن سے زیادہ عمارتیں اور تنصیبات تھیں۔ جہاں ڈھائی سو سے زیادہ سائنس دان اور ان کی مدد کے لیے دو ہزار افراد پر مشتمل عملہ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ آس پاس چھوٹے چھوٹے بے شمار ریسرچ سب اسٹیشن تھے جنہیں ضرورت کے وقت استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک چھوٹا ایٹمی ری ایکٹر یہاں بجلی اور گرمائش مہیا کرتا تھا۔ پاس ایک رن وے اور ہیلی پیڈ تھا۔ ایک طرف بنے ہینگر میں بیک وقت کئی طیارے اور ہیلی کاپٹر کھڑے کرنے کی گنجائش تھی۔

سال میں چھ مہینے کام کرنے کے بعد پندرہ نومبر کو اسٹیشن شٹ ڈاؤن کر دیا جاتا تھا اور اس کا سارا عملہ واپس امریکا یا ان ملکوں میں چلا جاتا جہاں سے وہ تعلق رکھتا تھا۔ پھر پندرہ اپریل کو اسٹیشن دوبارہ کھولا جاتا اور سارا عملہ واپس آجاتا۔ اگلے چھ مہینے یہاں گرما ہوتا تھا۔ سورج تقریباً ہر وقت نکلا رہتا تھا اور آسمان بھی زیادہ تر صاف ہوتا تھا۔ اس کے باوجود شاذ ہی ایسا کوئی دن آتا تھا جب درجۂ حرارت صفر سے اوپر جاتا تھا۔ کیونکہ یہ اسٹیشن قطب شمالی سے صرف چار سو میل جنوب میں تھا۔ یہ جگہ قطبی زون میں آتی تھی۔ سمندر پر بہت موٹی برف کی تہ تھی جس پر یہ اسٹیشن قائم تھا۔ آج تیرہ

نومبر کا دن تھا اور پرسوں یہاں سے آخری پرواز میں ایک ہی ون تھرٹی طیارہ باقی رہ جانے والے عملے کو لے کر روانہ ہو جاتا۔ اس وقت بھی ایک چھوٹا سیسنا طیارہ مسافروں اور سامان لے کر پرواز کے لیے پر تول رہا تھا۔ ہوا بہت تیز تھی۔ شیری سر جھکائے تیز قدموں سے مرکزی عمارت کی طرف بڑھی۔ المونیم اور فولاد سے بنی نصف لمبے سلینڈر جیسی اس عمارت میں اسٹیشن کے دفاتر تھے۔ کچھ عملہ یہیں قیام کرتا تھا جن میں شیری جونز بھی شامل تھی۔

وہ اندر آئی۔ بے حد سرد ہوا سے نجات ملی تو اس کی جان میں جان آئی تھی، اس نے جیکٹ کا ہڈ اور آنکھوں سے عینک اتار دی۔ ہاتھوں پر متاثر تھے یہ بہت موٹے دستانے ہاتھوں کو فراسٹ بائٹ سے بچاتے تھے۔ راہداریوں میں جا بہ جا سامان کے ڈھیر لگے تھے۔ جانے کی خوشی میں رات ہونے والی پارٹی کی تیاریاں بھی کی جا رہی تھیں۔ ایک نسبتاً کھلی جگہ آرکسٹرا لگایا جا رہا تھا اور مختلف ساز بجانے والے اپنے اپنے سازوں کو چیک کر رہے تھے۔ گٹارسٹ جان نے اسے پکارا۔ ''ہے شیری ہمیں ایک ڈانس گرل کی ضرورت ہے۔''

''شٹ اپ۔'' وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

''دیکھ کے روکی یہ شیرف ہے۔'' کسی نے پکار کر کہا۔

''شیرف اور یہاں۔'' تیسرے نے قہقہہ مارا۔ وہ ان سب کو نظر انداز کرتی ڈاکٹر میسن کے دفتر تک آئی۔ ڈاکٹر میسن اس کے باپ کا بچپن کا دوست تھا اور ہائی اسکول تک دونوں نے ساتھ تعلیم حاصل کی تھی۔ درحقیقت اسے یہاں لانے کا ذمے دار بھی ڈاکٹر میسن تھا۔ وہ نہ صرف اس کا انکل تھا بلکہ دوست بھی تھا۔ اس نے دستک دی اور پھر دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ دفتر خالی تھا مگر ڈاکٹر کی لیب میں روشنی تھی۔ وہ اندر آئی۔ ڈاکٹر میز پر پڑی ایک لاش کا معائنہ کر رہا تھا۔ اس نے شیری کو دیکھا۔

''ریکراوٹس ہے۔''

''اوہ۔'' شیری نے کہا۔ ریکراوٹس ایک سپلائر تھا۔ اس کا کام زیادہ تر ہوائی جہاز پر ہوتا تھا۔ اکثر وہ چند دن یا بعض اوقات چند گھنٹے کے لیے آتا تھا۔ یہاں اس کی کسی سے بات نہیں تھی اور نہ ہی وہ یہاں کسی سرگرمی میں شامل ہوتا تھا۔ وہ زیادہ تر ہینگر کے پاس سپلائرز کے لیے مخصوص بیرک میں رہتا تھا۔ یہ رپورٹ اسے ڈاکٹر میسن نے دی تھی۔ شیری نے لاش دیکھی جو سردی سے تقریباً سیاہ ہوگئی تھی۔

''پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا ہے؟''

''موت کی وجہ سردی ہے ممکنہ طور پر یہ زیادہ پی جانے کے بعد کسی وجہ سے باہر نکلا اور پھر وہیں رہ گیا۔ سردی نے اسے جما دیا۔'' ڈاکٹر میسن نے اس کے سینے پر ٹانکے لگاتے ہوئے کہا۔ پوسٹ مارٹم اسی نے کیا تھا۔ ڈاکٹر میسن اسٹیشن کا انچارج ڈاکٹر تھا۔ لیکن اس کا عملہ اور نائب ڈاکٹر جا چکا تھا۔ وہ آخری پرواز میں جاتا۔

''غیر طبعی موت کا کوئی امکان؟''

''نہیں کوئی امکان نہیں ہے۔'' ڈاکٹر میسن نے حتمی انداز میں کہا۔ ''چوٹ یا زہر کا کوئی نشان نہیں ہے، صرف خون میں الکوحل کی مقدار زیادہ ہے اسی سے شبہ ہے کہ یہ نشے میں تھا۔ تم کہاں تھیں؟''

''سب اسٹیشن نائن سے ایک ریڈیائی پیغام آیا تھا۔ پیغام واضح نہیں تھا اس لیے مجھے وہاں جانا پڑا۔''

''لیکن تمام سب اسٹیشن خالی ہیں۔''

''ہاں، اسی لیے تو میں گئی تھی۔'' شیری نے کہا۔ ''اسٹیشن پرسوں شٹ ڈاؤن ہو جائے گا اس لیے یہاں موجود ہر فرد کی روانگی کو یقینی بنانا ہوگا۔''

''یہ کام راجر کا ہے۔'' ڈاکٹر نے اسٹیشن انچارج کا نام لیا۔

''لیکن ہم سب کو دیکھنا ہوگا۔ میری بھی ذمے داری ہے۔''

''اس بار حادثات زیادہ ہوئے ہیں۔'' ڈاکٹر نے لاش کو پلاسٹک کفن میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ''یہ دوسری لاش ہے اور اب اسے لے جانے کا وقت نہیں رہا ہے، یہ اگلے گرما تک یہیں رہے گی۔''

''دوسری لاش...؟'' شیری چونکی۔ ''وہ بھی یہیں ہے؟''

ڈاکٹر نے سر ہلایا۔ ''اتفاق سے اس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے اور یہاں سے جانے والی کسی پرواز میں جگہ نہیں تھی۔''

''اسے آٹھ دن ہو گئے ہیں۔'' شیری نے منہ بنایا۔ ''حد ہوتی ہے بدانتظامی کی۔''

''شاید میرا ذکر ہو رہا ہے۔'' دروازے کی طرف سے راجر کلین کی آواز آئی۔ وہ اندر جھانک رہا تھا۔ شیری نے پوچھا۔

''لاشیں ابھی تک یہیں ہیں یہ کب جائیں گی؟''

''اگر لاشیں یہاں رہ گئیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔'' راجر کا لہجہ سرد ہو گیا۔ ''میں زندہ انسانوں کی فکر میں

ہوں ان میں سے کوئی رہ نہ جائے۔"

"پھر کوئی مسئلہ ہوا ہے؟"

"نہیں لیکن ایک پیغام اور آیا ہے۔" راجر نے اس بار نرمی سے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ۔"

راجر شیری کو کنٹرول روم میں لایا۔ اس نے ریڈیو آفیسر سے کہا۔ "پیغام سناؤ۔"

اس نے ایک ریکارڈ شدہ پیغام چلایا۔ ہواؤں کے شور میں کوئی شخص چلا رہا تھا مگر آواز واضح نہیں تھی۔ پیغام ایک منٹ کا تھا۔ شیری نے پوچھا۔ "لوکیشن کیا ہے؟"

ریڈیو آفیسر نے اسکرین پر بنے نقشے کی طرف اشارہ کیا۔ "اسٹیشن آٹھ سے... ممکنہ طور پر ایک کلومیٹر آگے ہے۔"

"پہلے سب اسٹیشن تو۔" شیری نے ایک گہری سانس لے کر راجر کی طرف دیکھا۔ "کوئی آدمی غائب تو نہیں ہے؟"

اس نے شانے اچکائے۔ "تقریباً سوا دو ہزار افراد میں سے کتنے لوگ یہاں ہیں اور کتنے نہیں ہیں میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ فرداً فرداً ہر فرد کو چیک کرنا ناممکن ہے۔"

"تمہارے پاس ان کی کوئی فہرست ہوگی۔ اس میں دیکھ کر یہ تو بتا سکتے ہو کہ کتنے افراد جا چکے ہیں؟"

"پندرہ سو افراد جا چکے ہیں اور باقی کل چلے جائیں گے۔ صرف انتہائی ضروری افراد پرسوں صبح میرے ساتھ روانہ ہوں گے۔"

"کتنی تنصیبات اور عمارتیں بند کی جا چکی ہیں؟"

"سات عمارتیں اور تنصیبات بند کی جا چکی ہیں۔" راجر نے بتایا۔ "چار آج بند کر دی جائیں گی اور یہ اسٹیشن آخر میں بند ہوگا۔"

"انہیں چیک کیا گیا ہے؟"

"مکمل طور پر۔" راجر نے یقین سے کہا۔ "میرے سپروائزر تجربے کار آدمی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" شیری نے گہری سانس لی۔ "اس کا مطلب ہے مجھے پھر جانا ہوگا۔"

"میں آدمی بھیج رہا ہوں۔"

"نہیں یہ میری ذمے داری ہے۔"

"تم ابھی آئی ہو۔" راجر نے کہا۔ "اتنی جلدی جانا مناسب نہیں ہے۔"

کنٹرول روم کے موسم کی نگرانی کرنے والے آفیسر نے کہا۔ "جو کرنا ہے جلدی کرنا ہے۔" اس نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔ "طوفان تیس میل فی گھنٹے کی رفتار سے بڑھ رہا ہے اور صرف نو سو میل دور رہ گیا ہے۔"

"یعنی ہمارے پاس صرف تیس گھنٹے ہیں۔" شیری نے کہا۔

"درحقیقت وقت اس سے بھی کم ہے۔ کیونکہ جیسے جیسے طوفان آگے بڑھ رہا ہے اس کی طاقت اور رفتار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔"

"میں دو گھنٹے بعد جاؤں گی۔" شیری نے کہا۔ "کونز سے کہو وہ طیارہ تیار رکھے۔"

کونز اسٹیشن کا بہترین پائلٹ تھا۔ قریبی جگہوں کے لیے ان کے پاس دو چھوٹے طیارے تھے۔ شیری اپنے کمرے میں آئی۔ یہاں ایک طرف کارنس پر اس کے باپ کارٹر جونز کی تصویر بھی رکھی تھی۔ وہ منی سوٹا میں کاؤنٹی شیرف تھا۔ مگر جب شیری نے پولیس اکیڈمی سے امتحان پاس کیا تو اسے کوئی کاؤنٹی ڈپٹی شیرف لینے کو بھی تیار نہیں تھی۔ اس لیے جب اسے یہاں مارشل کی پیشکش ہوئی تو اس نے اسے چیلنج سمجھ کر قبول کر لیا۔ وہ اس وقت منی سوٹا میں پولیس جاب کر رہی تھی۔ مگر یہاں آ کر اسے پتا چلا کہ یہاں اس کے لیے کوئی کام نہیں تھا اور نہ ہی اسٹیشن کے لوگ اسے قابل توجہ سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں یہاں کسی شیرف کا کوئی کام نہیں تھا۔ اکثر شیری کو ان لوگوں کی طرف سے تضحیک آمیز رویے کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ راجر نے کبھی اس کا مذاق نہیں اڑایا تھا مگر وہ بھی یہی سمجھتا تھا کہ اس کی یہاں کوئی ضرورت نہیں تھی۔ چند مہینے بعد شیری خود بھی ایسا ہی سمجھنے لگی کہ یہاں کسی شیرف کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر اسے امریکی حکومت نے تعینات کیا تھا اس لیے وہ ملازمت جاری رکھنے پر مجبور تھی۔ دوسری صورت میں اسے استعفیٰ دینا پڑتا۔ استعفیٰ اس کی ناکامی ہوتی اور وہ ناکام ہونا نہیں چاہتی تھی۔

شیری نے شاور لیا اور چینج کر کے باہر آئی۔ اس نے باہر کے لحاظ سے تیاری شروع کر دی۔ بہت بھاری اور موٹی پینٹ پھر بھاری جیکٹ، پاؤں میں مخصوص جوتے اور ہاتھوں کے لیے مٹانز۔ اس کے باوجود وہ باہر نکلنے والے دروازے تک آئی تو اسے ایک لمحے کو ہمت کرنا پڑی تھی۔ پھر وہ باہر آئی اور سردی سے لرز اٹھی تھی۔ پھر وہ تیز قدموں سے ہینگر کی طرف بڑھی۔ کونز طیارے میں موجود تھا۔ وہ سیاہ فام اور نوجوان تھا۔ اس کی ہنسنے ہنسانے کی عادت اور ہر وقت مستعد رہنے سے شیری اسے پسند کرتی تھی۔ پھر وہ پائلٹ تو اچھا تھا ہی مگر جب وہ طیارے میں آئی

تو اس میں جیف کو دیکھ کر ٹھٹکی تھی پھر اس نے کونز کی طرف دیکھا تو اس نے شانے اچکائے یعنی اسے کچھ نہیں معلوم تھا۔ جیف پیٹرسن اسٹیشن کا سیکیورٹی انچارج تھا۔ وہ تقریباً تیس برس کا خوش شکل مگر کسی قدر سخت مزاج شخص تھا۔ ظاہر ہے شیری اسے پسند نہیں کرتی تھی کیونکہ دونوں پیشہ ور حریف تھے۔ شیری نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تم کس لیے اس فلائٹ میں موجود ہو؟"

"مجھے راجر نے بھیجا ہے۔"

"راجر۔" شیری نے ہونٹ بھینچ لیے۔

جیف نے جلدی سے وضاحت کی۔ "میں صرف سیکیورٹی کے لیے ہوں تمہارے کسی کام میں مداخلت نہیں کروں گا۔"

شیری نے سوچا اور سر ہلایا پھر اس نے کونز کو پرواز کا حکم دیا۔ انجن اسٹارٹ تھا۔ اس نے اسے ہینگر سے نکالا اور وہ اسکیز پر پھسلتا ہوا رن وے پر دوڑ کر ہوا میں بلند ہو گیا۔ ہوا خاصی تیز تھی۔ طیارہ چند لمحے کے لیے بے قابو ہوا تھا مگر پھر کونز نے اسے قابو کر لیا۔ سب اسٹیشن نمبر آٹھ یہاں سے کوئی چالیس میل شمال میں تھا۔ شیری نے کونز کو خبردار کیا۔ "طوفان اسی طرف آ رہا ہے ممکن ہے تمہیں نمبر آٹھ کے پاس تیز ہواؤں سے واسطہ پڑے۔"

"تم فکر مت کرو۔" اس نے اعتماد سے کہا۔ "میں نے موسم کی رپورٹ لے لی ہے۔"

پندرہ منٹ بعد وہ سب اسٹیشن آٹھ کے نزدیک رن وے پر اتر رہے تھے، یہاں ہوا ابھی تیز تھی اور یقیناً سردی بھی زیادہ تھی۔ وہ طیارے سے نکلے اور سب اسٹیشن کی عمارت تک آئے مگر وہ اندر سے خالی تھی۔ ریڈیائی پیغام بھی سب اسٹیشن سے باہر سے آیا تھا۔ شیری نے جی پی ایس پر لوکیشن دیکھی اور شمال کی طرف اشارہ کیا۔ "ہمیں اس طرف جانا ہوگا۔"

وہاں برف پر چلنے والی ایک ٹینک نما گاڑی موجود تھی۔ یہ ٹینک کی طرح چین پر چلتی تھی تاکہ ٹائر برف میں نہ پھنسیں۔ طاقت ور ڈیزل انجن اسے برف پر پچاس میل فی گھنٹے کی رفتار سے چلا سکتا تھا۔ اس کا بلند اور چاروں طرف شیشے سے بنا کیبن اندر سے مناسب حد تک گرم تھا اور اس سے دور تک صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ کونز نے ڈرائیور کی سیٹ سنبھالی اور وہ پانچ منٹ بعد مذکورہ مقام پر تھے۔ شیری جی پی ایس ریسیور لے کر نیچے اتری۔ وہ چند قدم چلی اور رک گئی۔ یہ ٹھیک وہی لوکیشن تھی جہاں سے آخری پیغام آیا تھا۔ مگر یہاں کوئی نہیں تھا۔ دور تک برف کا ہموار میدان تھا۔ جو کچھ آگے جا کر ذرا بلند ہو رہا تھا۔ جیف بھی اتر کر نیچے آ گیا۔ اس نے شیری سے کہا۔ "یہاں دور تک کوئی نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے پیغام دینے والا آس پاس ہو۔" شیری نے کہا اور کونز کی طرف دیکھ کر اسے گاڑی کا ہارن بجانے کا اشارہ کیا۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ یہ پریشر ہارن جیسی اونچی آواز رکھتا تھا اور یقیناً اس کی آواز دور تک گئی ہوگی۔ کونز نے کئی بار ہارن بجایا اور پھر رک گیا۔ شیری آگے دیکھ رہی تھی پھر وہ برف کے ابھرے حصے کی طرف بڑھی۔ جیف اپنی جگہ کھڑا تھا۔ شیری زمین دیکھ رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ یہاں کسی کی آمد و رفت رہی ہے۔ کیونکہ برف پر مٹ جانے والے معمولی سے نشانات رہ گئے مگر ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ یہ نشانات ہوا نے بنائے ہوں۔ وہ ایک جگہ رکی اور آس پاس دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کے پیروں تلے سے زمین لرزی اور پھر وہاں برف ٹوٹ گئی اور شیری نمودار ہونے والے گڑھے میں گر گئی۔ وہ سیدھی نہیں گری تھی بلکہ یہ کسی قدر ترچھی کھدی ہوئی سرنگ تھی اور وہ اس میں پھسلتی ہوئی ایک کسی قدر کھلی جگہ گری۔ اسی لیے اسے زیادہ چوٹ نہیں لگی ورنہ وہ تقریباً تیس فٹ نیچے آئی تھی۔ گرتے ہوئے اس نے ہلکی سی چیخ ماری تھی۔

جیف نے اسے گرتے دیکھا تو بے اختیار دوڑا اور گڑھے کے پاس آ کر وہ اوندھے منہ گرا اور نیچے جھانکتے ہوئے چلایا۔ "ہے شیرف تم ٹھیک ہو؟"

"میں ٹھیک ہوں۔" شیری نے کہا۔

"میں رسا لا رہا ہوں ہم ابھی تمہیں اوپر نکال لیں گے۔" جیف نے کہا اور مڑ کر کونز کی طرف دیکھا مگر وہ پہلے ہی رسا لیے چلا آ رہا تھا۔ جیف نے اس سے رسا لے کر نیچے پھینکا اور بولا۔ "شیرف اسے پکڑ لو ہم تمہیں اوپر کھینچ لیں گے۔"

"نہیں بلکہ تم لوگ نیچے آؤ۔" شیری نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ "یہاں ایک چیز ہے۔"

دس منٹ بعد وہ گاڑی قریب لا کر اس سے رسا باندھ کر نیچے اتر آئے تھے۔ کسی قدر کھلی جگہ کے ایک طرف گول دیوار تھی اور اس میں ایک دروازہ بھی تھا۔ کونز حیران ہو کر بولا۔ "ہوائی جہاز... تیس فٹ برف کے نیچے۔"

"یہ یقیناً یہاں کئی سالوں سے ہے۔" شیری نے کہا۔

"مگر یہاں حال ہی میں کوئی آیا ہے۔" جیف نے کہا۔ "یہ سرنگ اسی نے بنائی ہے۔ تم لوگوں نے دیکھا نہیں سرنگ پر خون کے نشانات بھی ہیں۔"

''ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اندر کیا ہے۔'' شیری نے کہا۔ ان دونوں نے مل کر دروازہ کھول لیا جو کسی قدر جام ہو رہا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئے جہاں ہر طرف ملبا بکھرا ہوا تھا۔ کونز نے کہا۔

''یہ روسی طیارہ ہے... میرا خیال ہے انٹونوف ایک سوبارہ ہے۔ یہ چھوٹا کارگو طیارہ ہے۔''

وہ درمیانی کیبن میں تھے۔ انہوں نے ٹارچیں روشن کرلی تھیں۔ وہ ملبے کے درمیان چل رہے تھے۔ اچانک جیف کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا، اس نے ٹارچ کا رخ نیچے کیا اور چونک کر پیچھے ہٹا۔ پھر اس نے پکار کر کہا۔ ''ہے...... یہاں ایک لاش ہے۔''

شیری تیزی سے آگے آئی اس نے جھک کر دیکھا۔ ''اسے قتل کیا گیا ہے۔ یہ دیکھو گولیوں کے نشانات نمایاں ہیں۔''

''مبارک ہو شیرف۔'' جیف نے کسی قدر مزاحیہ انداز میں کہا۔ ''تمہیں اسٹیشن کے آخری دن ایک کیس مل ہی گیا۔''

''ممکنہ طور پر یہ بھی روسی ہے۔'' شیری نے اس کی وردی پر لگے نشانات دیکھے۔ ''شاید آرمی ایوی ایشن سے تعلق ہے۔''

''درست یہ آرمی ایوی ایشن کا طیارہ ہے۔'' کونز نے تصدیق کی۔

''سوال یہ ہے کہ روسی طیارہ یہاں کیا کر رہا تھا اور اس کی رپورٹ کیوں نہیں ہوئی۔'' شیری نے ادھر ادھر ٹارچ لہراتے ہوئے کہا۔ جلد انہوں نے باقی پانچ لاشیں بھی دریافت کرلیں۔ پائلٹ پینل پر اوندھے منہ پڑا تھا۔ طیارے نے شاید نرم برف میں لینڈنگ کی تھی اس لیے اس کا ڈھانچا تقریباً سلامت تھا۔ اسی لیے وہ برف میں گہرائی میں دھنس گیا تھا۔ ابھی وہ کیبن دیکھ رہے تھے کہ اچانک اوپر سے عجیب سی آواز آئی۔ جیف جھپٹ کر دروازے کے پاس آیا۔ اس نے باہر دیکھا اور چلایا۔

''یہاں سے نکلو برف گرنے والی ہے۔''

ابھی اس کا جملہ منہ میں تھا کہ اوپر سے برف کا ریلا آیا اور اگر کونز اسے پیچھے نہ کھینچ لیتا تو جیف اس کی زد میں آجاتا۔ برف اتنی زیادہ تھی کہ وہ دروازے سے اندر گھس آئی تھی۔ تینوں کو صورت حال سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ کھدی سرنگ کی دیواریں گر گئی تھیں اور راستہ بند ہو گیا تھا۔ تیس فٹ تک برف کھود کر اوپر جانا ممکن نہیں تھا۔ وہ عملاً اس قبر میں زندہ دفن ہو گئے تھے جس میں پہلے ہی سے چھ عدد لاشیں موجود تھیں۔ پہلے اوپر سے جو تھوڑی بہت روشنی آرہی تھی وہ بھی بند ہو گئی تھی اور اب سارا انحصار ٹارچوں پر تھا۔ وہ فکرمند ہوئے مگر بہت زیادہ نہیں۔ انہیں معلوم تھا کہ جب وہ واپس نہیں جائیں گے تو ان کی تلاش میں ٹیم بھیجی جائے گی۔ وہ سب اسٹیشن آٹھ کے پاس برفانی گاڑی کو تلاش کرلے گی اور باقی اس سے بندھا رسا اور گری ہوئی برف ان کی نشان دہی کرے گی۔ اس لیے انہوں نے پھر سے کیبن کی تلاشی لینا شروع کردی۔ کونز کو واڈکا کی ایک صحیح سلامت بوتل مل گئی اس نے اسے کھول کر ایک گھونٹ لیا۔

''خالص ہے۔'' اس نے تعریفی انداز میں کہا اور بوتل جیف کی طرف بڑھا دی۔ وہ خود کو بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیف نے بھی ایک گھونٹ لیا۔

''اس موسم کے لحاظ سے بہترین چیز ہے آدمی گرم ہو جاتا ہے۔'' جیف نے تائید کی۔ اس دوران میں شیری ایک طرف زنجیروں سے بندھے ہوئے فولادی سلینڈروں کا معائنہ کر رہی تھی۔ مگر یہ خالی تھے اور ان کے اندر موجود چیز نکال لی گئی تھی۔ اس نے جیف کو آواز دی۔

''ادھر آنا یہ سلینڈرز دیکھو۔''

جیف نے سلینڈرز دیکھے اور فکرمند ہو گیا کیونکہ ان پر وہ مخصوص نشان بنا ہوا تھا جو تابکار اشیا کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ''کیا ان سلینڈرز میں تابکار مواد لے جایا جا رہا تھا۔''

''خاص بات یہ ہے کہ وہ مواد غائب ہے۔ یہ دیکھو سلینڈرز کے لاک ابھی حال میں توڑے گئے ہیں۔'' شیری نے روشنی ڈالی۔ ''یہ ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے سرنگ کھودی ہے۔''

''مگر وہ یہاں تک کیسے پہنچے؟'' جیف سوچ میں پڑ گیا۔ ''یہ طے ہے کہ ان لوگوں کا تعلق اسی اسٹیشن سے ہے، باہر سے کوئی فرد نہیں آسکتا ہے۔''

''شاید کچھ لوگوں نے اتفاقاً یہ طیارہ تلاش کر لیا۔'' شیری بہ دستور ٹارچ کی روشنی سے تلاش کا کام جاری رکھے ہوئے تھی۔ ایک سلینڈر کے پاس اسے فرش پر اچھا خاصا خون دکھائی دیا تھا۔ اس نے اسے چیک کیا یہ تازہ تھا یعنی اسے گرے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے خون جم گیا تھا مگر اس کی سرخی برقرار تھی۔ اس کے پاس ہی لوہے کی ایک نوکدار سلاخ بھی پڑی تھی جس کے سرے پر خون لگا ہوا تھا اور یہ بھی تازہ تھا۔ شیری نے غور کیا اور سمجھ گئی کہ خون کیسے

اس سلاخ اور فرش پر لگا۔ کوئی سلاخ سے سلینڈرز پر لگے لاک توڑ رہا تھا اور سلاخ اچٹ کر اس کے اپنے جسم میں اتر گئی۔ کونز سامنے والے حصے میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ اچانک اس نے قہقہہ لگایا۔ جیف اس کے پاس آیا۔

''کیوں ہنس رہے ہو؟''

''یہ دیکھو۔'' اس نے انہیں ڈائنامائٹ اسٹک کا بنڈل دکھایا۔ ''اب ہم راستہ کھول سکتے ہیں۔''

''یہ بہت خطرناک ہوگا۔'' شیری نے خبردار کیا۔

''نہیں، محفوظ طریقے سے استعمال کیا جائے تو کچھ نہیں ہوگا۔'' جیف نے کہا۔ ''کاک پٹ والا حصہ ذرا اوپر کی طرف ہے اگر ہم اس کی چھت پر رکھ کر ڈائنامائٹ اڑائیں تو شاید برف ہٹ جائے۔''

''اس کا بھی امکان ہے کہ طیارہ ہی تباہ ہوجائے۔''

''نہیں، یہ بہت مضبوط باڈی والا طیارہ ہے۔'' کونز بولا۔ ''پھر ہم پیچھے چلے جائیں گے۔''

ان دونوں نے مل کر کاک پٹ کے اوپر والا خانہ کھولا۔ فوراً ہی ڈھیروں برف اندر آگری تھی لیکن اس سے کام آسان ہوگیا۔ کونز نے باہر نکل کر برف کے اوپری حصے میں ڈائنامائٹ لگایا پھر اس نے لائٹر سے اس کے فیتے کو آگ دکھائی اور کود کر اندر آیا۔ شیری اور جیف پہلے ہی طیارے کے دم والے حصے میں آگئے تھے۔ ابھی کونز آکر اپنی جگہ دبکا ہی تھا کہ دھماکا ہوا اور جب برف کی برسات رکی تو پھٹ جانے والی چھت کے اوپر کھلا آسمان نظر آرہا تھا۔ دس منٹ بعد وہ باہر آچکے تھے اور گاڑی میں بیٹھ کر سب اسٹیشن کی طرف جارہے تھے۔ موسم خراب ہوچکا تھا اور ہوا کے بہت تیز جھکڑ چل رہے تھے۔ کونز نے کسی نہ کسی طرح طیارہ اڑا لیا۔ جب وہ واپس پہنچے تو طوفان کا اثر اسٹیشن تک پہنچ گیا تھا اور اسی لیے راجر نے صبح کے بجائے بارہ گھنٹے پہلے روانگی کا فیصلہ کرلیا تھا۔ دوسری صورت میں امکان تھا کہ وہ تیز ہواؤں کی وجہ سے روانہ نہ ہوسکیں۔ اس نے شیری کی بات سنی مگر زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس نے کہا۔ ''ہم واپس جاکر حکام کو بتا دیں گے۔ آگے ان کی مرضی کہ وہ کیا کرتے ہیں۔''

''طیارے میں چھ لاشیں ہیں اور اس میں تاب کار مواد لے جانے والے خالی سلینڈرز ہیں۔''

''بہ قول تمہارے وہ کئی سالوں سے یہاں ہیں۔'' راجر نے سرد لہجے میں کہا۔ ''اس لیے چند مہینے اور رہ جائیں تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔''

''دیکھو سلینڈرز میں موجود تاب کار مواد یہاں موجود کسی فرد نے نکالا ہے اسی نے طیارہ دریافت کیا اور اس تک پہنچنے کا راستہ بنایا۔ بلکہ مجھے یقین ہے یہ ایک فرد کا کام نہیں ہے اس میں کئی افراد ملوث ہوں گے۔''

راجر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''کوئی فرد یہاں تاب کار مواد نہیں لاسکتا ہے، وہ فوراً پکڑا جائے گا۔ یہاں ریڈی ایشن گائیگر لگے ہیں۔''

''ٹھیک ہے لیکن وہ کہیں باہر تو چھپا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بہت اہم معاملہ ہے اور براہ راست ملکی سلامتی سے تعلق رکھتا ہے۔''

''میں نے کہا نا یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔''

''ٹھیک ہے تب میں اپنی اتھارٹی استعمال کروں گی۔'' شیری نے سخت لہجے میں کہا۔ ''مجھے ان تمام افراد کی فہرست چاہیے جو سب اسٹیشن آٹھ پر جاتے رہے ہیں۔''

''یہ بہت مشکل...''

''کوئی مشکل کام نہیں ہے تم اپنے ریکارڈ کیپر سے کہو وہ کمپیوٹر سے چند منٹ میں معلوم کرلے گا۔''

راجر ہچکچایا۔ ''بہت سے دورے ریکارڈ نہیں ہوتے ہیں اس لیے کمپیوٹر سے بھی مدد نہیں ملے گی۔''

شیری نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔ ''دورے ریکارڈ نہیں ہوتے، مگر کیوں؟... یہ تو غیر ذمے داری ہے۔ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو تو اس کا کیسے پتا چلے گا کہ غلطی کس نے کی ہے؟ کس کام کا ذمے دار کون ہے۔''

راجر زچ لہجے میں بولا۔ ''خدا کے لیے یہ ایک ریسرچ اسٹیشن ہے میں کوئی جیل نہیں چلا رہا ہوں جو ہر فرد کے ایک ایک عمل پر نظر رکھی جائے۔''

''تب بھی مینول پر تو عمل ہونا چاہیے تھا۔ تم نے وہ بھی نہیں کیا۔ میں اسے بھی اپنی رپورٹ کا حصہ بناؤں گی۔''

''تمہاری جو مرضی کرو۔'' راجر نے غصے سے کہا۔ ''اب مجھے کام کرنے دو ہمیں اسٹیشن شٹ ڈاؤن کرنا ہے۔ طوفان توقع سے زیادہ تیزی سے آرہا ہے اور ہمیں بارہ گھنٹے پہلے یہاں سے نکلنا ہے۔''

شیری نے گھڑی دیکھی۔ ''یعنی تمہاری روانگی میں صرف اٹھارہ گھنٹے رہ گئے ہیں۔''

راجر نے سر ہلایا اسی لمحے اس کا واکی ٹاکی بولا، اس نے نکال کر پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟''

دوسری طرف کنٹرول سینٹر سے ریڈیو آپریٹر تھا۔ ''روسی اسٹیشن سے ایک پیغام آیا ہے۔''

روسی اسٹیشن یہاں سے کوئی بارہ کلومیٹرز کے فاصلے پر تھا۔ شیری راجر کے ساتھ کنٹرول روم میں آئی۔ پیغام ریکارڈ کرلیا گیا تھا۔ دوسری طرف سے کوئی روسی لہجے میں انگریزی بول رہا تھا۔ ''پلیز مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ میرے ساتھی مارے جاچکے ہیں اور میں مدد کے لیے پیغام بھیج رہا ہوں۔ یہاں کوئی قاتل ہے جس نے ایک ایک کرکے میرے سارے ساتھیوں کو مار دیا ہے، میں نے چھپ کر اپنی جان بچائی ہے۔''

''مجھے جانا ہوگا۔'' شیری نے کہا۔

''اس وقت کوئی چھوٹا طیارہ پرواز نہیں کرسکتا۔'' راجر نے کہا۔

''میں اسنو بائک پر جاؤں گی۔ یہ بہت سنگین معاملہ ہے، روسی کو مدد کی ضرورت ہے۔''

''یہ معاملہ امریکی مارشل کے تحت نہیں آتا۔'' راجر نے اسے یاد دلایا۔

''ہاں لیکن انسانیت کے تحت ضرور آتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے دونوں واقعات کا آپس میں کوئی تعلق ہو۔''

''میرا نہیں خیال کہ ایسا ہے۔''

''کیا تمہارا اس معاملے میں کوئی خیال ہے۔'' شیری نے باہر جاتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔ راجر نے عقب سے آواز دی۔

''اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں جیف کو ساتھ لے جاؤں۔''

شیری نے سر ہلایا تھا جیف اسے کنسرٹ والی راہداری میں ملا، وہ بانسری بجا رہا تھا اور بہت اچھی بجا رہا تھا۔ شیری نے حیرت سے کہا۔ ''مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی اچھی بانسری بھی بجاتے ہو۔''

''اگر مجھے اس جاب سے نکال دیا جائے تو میں بانسری بجا کر زیادہ اچھا کما سکتا ہوں۔'' جیف نے فخر سے کہا۔ پھر اس نے غور سے شیری کو دیکھا۔ ''کیا تم پھر کہیں جا رہی ہو؟''

''ہاں روسی اسٹیشن کی طرف سے مدد کا پیغام آیا ہے وہاں کسی قاتل نے لوگوں کو قتل کیا ہے اور ایک ہی فرد بچا ہے۔ میں نے راجر سے تمہیں ساتھ لے جانے کی اجازت لے لی ہے۔''

''یعنی پیغام دینے والا...... اس صورت میں ہمیں پوری تیاری کے ساتھ جانا چاہیے۔''

جیف نے اور شیری نے ہتھیار لیے تھے۔ جیف کے پاس ایک شاٹ گن بھی تھی۔ وہ اسنو بائک پر روانہ ہوئے۔ ہوا بہت تیز اور سرد تھی اور اڑتے ذرات کی وجہ سے دس بارہ گز سے آگے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا ویسے بھی رات ہو چکی تھی۔ یہاں اس وقت چار گھنٹے کا دن اور بیس گھنٹے کی رات تھی لیکن درحقیقت زیادہ وقت تاریکی چھائی رہتی تھی اور ایک مہینے بعد یہاں مستقل رات چھا جاتی جس میں سورج بالکل نہیں نکلتا اور تب یہاں کا درجۂ حرارت منفی اسی سے ایک سو بیس تک ہوجاتا تھا جس میں کوئی انسان نہیں رہ سکتا تھا۔ دوپہر دو بجے رات ہوچکی تھی۔ اسنو بائک کی تیز روشنی کے باوجود راستہ صاف نظر نہیں آرہا تھا اور وہ بہت سست روی سے بائک چلانے پر مجبور تھے۔ بارہ میل کا فاصلہ طے کرنے میں انہیں آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت لگ گیا تھا۔ وہ روسی اسٹیشن کے پاس پہنچے جس میں کل دو عمارتیں تھیں۔ ایک ریسرچ اسٹیشن تھا اور دوسری رہائش کے لیے مخصوص تھی۔ ان کے درمیان رسیاں بندھی ہوئی تھیں کیونکہ شدید تند ہواؤں میں باہر نکلنے والے کسی سہارے کے بغیر اڑ جاتے۔ انہوں نے اسنو بائکس ایک اسٹینڈ پر روکیں یہاں ان کو باندھنے کا انتظام تھا۔ پھر وہ رسے کا سہارا لے کر سینٹر کی عمارت میں داخل ہوئے۔ شیری کا خیال تھا کہ پیغام وہاں سے آیا ہے اس لیے بھیجنے والا وہیں ہوگا۔ اندر آکر انہوں نے اپنے چشمے اور ہڈ اتارے۔ یہاں سردی نسبتاً کم تھی۔ انہوں نے اپنے ہتھیار نکال لیے تھے اور مختلف کمروں میں جھانکتے پھر رہے تھے۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا حتیٰ کہ ریڈیو روم بھی خالی تھا۔

''یہاں تو کوئی نہیں ہے۔'' جیف نے کہا۔

''تم یہاں چیک کرو میں رہائشی عمارت کی طرف جا رہی ہوں۔'' شیری نے کہا اور باہر نکل آئی۔ وہ رسی کا سہارا لیتے ہوئے رہائشی عمارت تک پہنچی۔ اندر داخل ہوکر اس نے آواز دی۔ ''ہیلو کوئی یہاں ہے، میں امریکی اسٹیشن سے مدد کے پیغام کے جواب میں آئی ہوں۔''

مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ محتاط قدموں سے اس طویل راہداری میں آگے بڑھی جس کے دونوں طرف کئی راہداریاں نکل رہی تھیں۔ یہ سوویت یونین کے زمانے کا اسٹیشن تھا اس وقت یہاں سیکڑوں کی تعداد میں عملہ ہوتا تھا مگر اب یہاں مشکل سے تیس چالیس افراد کام کرتے تھے اور وہ بھی سرما کی آمد سے پہلے یہاں سے رخصت ہوجاتے تھے۔ حفاظت اور نگرانی کے لیے یہاں چند افراد چھوڑ دیے جاتے تھے۔ حالانکہ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس کی حفاظت

یا نگرانی کی جاتی۔ راہداری کے آخر میں لاؤنج تھا جہاں شاید تفریح کے لیے سب جمع ہوتے ہوں گے۔ وہاں ٹی وی اور میوزک کی سہولت تھی۔ اس وقت بھی وہاں سے ہلکی کلاسیکی روسی موسیقی کی آواز آرہی تھی۔ شیری چلتے ہوئے وہاں آئی تو اسے لیدر کے صوفے پر کوئی لیٹا نظر آیا۔ وہ آگے آئی تو یہ سیاہ بالوں والا نوجوان تھا جو دوسری طرف منہ کیے لیٹا ہوا تھا۔

شیری کی چھٹی حس نے خبردار کیا وہ ذرا آگے آئی تو اسے صوفے سے ٹپکتا خون نظر آگیا۔ نوجوان کا گلا کسی تیز دھار چیز سے کاٹ دیا گیا تھا اور وہ مر چکا تھا۔ شیری نے چوکنا ہوکر چاروں طرف دیکھا اور اسی چیز نے اسے بچالیا۔ ایک صوفے کے پیچھے سے ایک آدمی اٹھ کر جھپٹا۔ اس کے ہاتھ میں گھاس کاٹنے والا تیز دھار آلہ تھا۔ اس نے چہرے پر شیشے والا ماسک لگا رکھا تھا۔ یہ اصل میں گیس ماسک تھا۔ جس نے اس کا چہرہ مکمل طور پر چھپالیا تھا۔ شیری نے بچنے کی کوشش کی اور وہ نیچے گری۔ ایک لمحے کی دیر سے اس کی گردن الگ ہوجاتی۔ شیری کا پستول گرتے ہوئے ہاتھ سے چھوٹ کر صوفے کے نیچے جا گرا تھا۔ اسے اٹھانے کا وقت نہیں تھا، وہ پلٹ کر دیوار کی طرف آئی اور پھر اٹھ کر بھاگی۔ حملہ آور صوفے کے دوسری طرف تھا جب تک وہ بھاگ کر آتا شیری راہداری میں آگئی تھی۔ وہ درمیان میں تھی کہ عقب سے فائر ہوا اور گولی اس کے پاس سے گزری۔

وہ بے ساختہ ایک راہداری میں مڑ گئی۔ حملہ آور کے پاس آتشیں ہتھیار بھی تھا۔ شیری راہداری میں دروازے کھول کھول کر دیکھ رہی تھی مگر وہ سب لاک تھے۔ اتنے میں حملہ آور نمودار ہوا اور شیری نے ایک دروازے کو زور سے دھکیلا اور وہ کھل گیا۔ وہ بر وقت اندر آئی دوسری گولی دروازے پر لگی۔ اس نے دروازہ اندر سے لاک کیا اور کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک کھڑکی باہر کی طرف کھل رہی تھی لیکن اس پر مضبوط شیشے کا پٹ تھا۔ اس نے آس پاس دیکھا اور ایک کرسی اٹھا کر اسے کھڑکی پر مارا۔ دوسرے وار پر شیشہ ٹوٹ گیا۔ حملہ آور نے دروازے کے لاک پر فائر کیا۔ دوسرے فائر نے اسے کھول دیا مگر اس سے پہلے کہ وہ اندر آتا، شیری باہر نکل گئی تھی۔ وہ دیوار کا سہارا لیتے ہوئے آگے جارہی تھی۔ یہ بہت مشکل کام تھا۔ ہوا اسے اڑا لے جانے کے لیے زور لگا رہی تھی اور اگر وہ دیوار سے الگ ہو جاتی تو پھر اس کا بچنا محال تھا۔

اسے رسی تک پہنچنا تھا اسی صورت میں وہ سینٹر کی عمارت تک جاسکتی تھی۔ اگر حملہ آور اس سے پہلے رسی تک پہنچ جاتا تو وہ ماری جاتی۔ اس نے اندر مٹانز اتار دیے تھے کیونکہ ان کے ہوتے پستول پکڑنا ممکن نہیں تھا۔ کھڑکی سے باہر آتے ہی اس نے انہیں پہن لیا ورنہ منفی چالیس سے نیچے کا درجۂ حرارت چند سیکنڈ میں اس کے ہاتھ کو ناکارہ کر دیتا۔ وہ بہ مشکل عمارت کے سامنے والے حصے میں آئی۔ ابھی تک حملہ آور باہر نہیں آیا تھا۔ اس نے جلدی سے رسی پکڑی اور سینٹر کی طرف جانے لگی۔ ہوا میں بے پناہ تیزی اور شور تھا۔ سوائے اس شور کے اور کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ یہ اس کی چھٹی حس تھی جس نے ایک بار پھر اسے بچایا۔ اس نے ایک بار مڑ کر دیکھا تو حملہ آور اس سے کچھ ہی دور تھا۔ اس کی بھی وہی مجبوری تھی وہ باہر مٹانز اتارے بغیر پستول استعمال نہیں کرسکتا تھا اسی لیے درانتی لیے آرہا تھا۔ وہ اس سے چند گز پیچھے تھا۔

اسے دیکھتے ہی شیری نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔ اچانک اس کا پاؤں کسی چیز سے الجھا اور وہ نیچے گری جب تک وہ اٹھتی حملہ آور سر پر آگیا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے رسی تھامتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے درانتی بلند کی پھر جیسے ہی اس نے وار کیا شیری نے دونوں ہاتھوں سے رسی تھام کر اس کے سامنے کر دی۔ درانتی کے وار نے رسی کاٹ دی۔ حملہ آور کو جھٹکا لگا اور وہ ہوا کے زور سے تیزی سے پیچھے گیا۔ خود شیری بھی لڑھک رہی تھی مگر اس نے اپنے حواس بحال رکھے اور رسی نہیں چھوڑی۔ پھر رسی تنی اور اسے شدید جھٹکا لگا۔ اس کے الٹے ہاتھ کا دستانہ اتر گیا۔ لمحے سے بھی پہلے اسے ہوا اڑا کر لے گئی تھی۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے رسی تھامی اور اٹھ کر اس کے سہارے سینٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ جب وہ خالی ہاتھ سے رسی پکڑتی تو قیامت کا درد اٹھتا تھا۔ شدید سردی پر اس کی انگلیاں چپک رہی تھیں۔ اس کی انگلیوں سے کھال اتر رہی تھی۔ سینٹر کی عمارت تک پہنچتے پہنچتے اس کا برا حال ہوگیا تھا۔ اس نے بہ مشکل دروازہ کھولا اور اندر آئی۔ جیف سامنے ہی موجود تھا، وہ تیزی سے اس کے پاس آیا۔

”کیا ہوا؟“

”قاتل دوسری عمارت میں تھا۔ اس نے بچنے والے واحد آدمی کو بھی قتل کر دیا ہے۔“ شیری نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیف نے اس کا زخمی ہاتھ دیکھ لیا۔ اس نے شیری کا ہاتھ تھاما جس کی دو انگلیوں سے کھال اتر گئی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنی جیکٹ سے گرم پٹی نکال کر اسے شیری کے ہاتھ پر لپیٹ دیا۔ اس دوران میں شیری نے

حملہ آور کے بارے میں بتایا۔ ”وہ باہر موجود ہے۔“

”رسی کٹنے سے اس کے بچنے کا امکان کم ہے اور اگر وہ بچ بھی گیا تو یہاں تک نہیں آسکتا ہے۔ ہمیں فوری واپس جانا ہوگا تمہارے ہاتھ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔“

شیری کو بھی اپنے ہاتھ کی فکر ہو رہی تھی مگر ساتھ ہی وہ سوچ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پہلے انہیں سب اسٹیشن آٹھ کے پاس سے نامعلوم پیغام ملا اور جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں حادثاتی طور پر روسی کارگو طیارہ مل گیا۔ یہ یقیناً پراسرار طیارہ تھا کیونکہ روس کی جانب سے اس کی گم شدگی کی کوئی اطلاع نہیں تھی اور اس پر تاب کار مواد رکھنے والے سلینڈرز کی موجودگی معاملے کو مزید پراسرار بنا رہی تھی۔ ان سلینڈرز سے مواد غائب تھا۔ پھر کسی نے روسی اسٹیشن پر حملہ کیا اور یہاں موجود لوگوں کو قتل کر دیا۔ اگرچہ شیری کو صرف ایک لاش نظر آئی تھی اور باقی افراد کا کچھ پتا نہیں تھا۔ اگر وہ زندہ تھے تو پتا نہیں کہاں تھے۔ البتہ قاتل والی بات درست نکلی تھی۔ وہاں اضافی مٹانز نہیں تھے اس لیے شیری کو ایسے ہی باہر آنا پڑا۔ تکلیف ہر گزرتے لمحے شدید ہوتی جارہی تھی مگر جب وہ واپس اسٹیشن پہنچے تو اس کا ہاتھ بے حس ہو چکا تھا اور تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ یہ زیادہ خطرناک بات تھی۔ وہ اندر آئے تو راہداریوں میں سامان کے انبار جمع تھے جنہیں طیارے میں منتقل کیا جانا تھا۔ شیری سیدھی ڈاکٹر میسن کے پاس آئی مگر وہ اپنے دفتر میں نہیں تھا۔ شیری نے پبلک ایڈریس سسٹم پر اسے پکارا۔ تو وہ چند منٹ بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔

”کیا ہوا؟“ اس نے شیری کے ہاتھ پر پٹی بندھی دیکھ کر کہا۔

”ممکنہ طور پر فراسٹ بائٹ۔“ وہ بولی اور مختصراً بتایا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ ڈاکٹر میسن فکر مند ہوگیا۔ وہ اسے آپریشن روم میں لایا۔ ہیٹر کے پاس لاکر اس نے آہستہ سے شیری کے ہاتھ سے پٹی اتاری اور فوراً ہی اس کے چہرے پر مایوس تاثر آیا۔ شیری کا دل ڈوبنے لگا وہ ہاتھ کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔ ڈاکٹر میسن نے آہستہ سے کہا۔

”یہ دونوں انگلیاں الگ کرنا ہوں گی اور فوراً کرنا ہوں گی ورنہ فراسٹ بائٹ اوپر جائے گا۔“

شیری نے پہلی بار دیکھا اس کے انگوٹھے کے ساتھ والی اور درمیانی انگلیاں بالکل سیاہ پڑ چکی تھیں۔ ڈاکٹر میسن نے اپنی تسلی کی اس نے دونوں انگلیوں میں جگہ جگہ سوئی چبھو کر شیری سے تکلیف کا پوچھا مگر اسے ذرا بھی احساس نہیں ہوا۔ آخر ڈاکٹر میسن نے سوئی رکھ دی۔ اس نے ایک طرف رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ ”اس پر آجاؤ... میں یہیں آپریٹ کروں گا۔“

ڈاکٹر نے اس کا ہاتھ کرسی کے ساتھ ایک اسٹینڈ پر نصب المونیم کی ٹرے پر رکھا۔ اس نے اس کے ہاتھ پر سن کرنے والے دو انجکشن دیے کیونکہ انگلیوں کو جڑوں سے کاٹنا تھا اور وہاں اسے تکلیف ہوتی۔ سارا کام دس منٹ میں مکمل ہوگیا اور ڈاکٹر نے الگ کی جانے والی انگلیاں ایک جار میں ڈال دیں جس میں اسپرٹ بھری تھی۔ شیری اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ صرف اس کی دو انگلیاں نہیں اس کا کیریئر بھی اس سے جدا ہوگیا ہے۔ اگر وہ پولیس میں رہی بھی تو اسے ایکٹو ڈیوٹی سے ہٹا دیا جائے گا اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ اسے ڈپریشن اور تکلیف سے بچانے کے لیے ڈاکٹر میسن نے اسے نیند کا انجکشن بھی دے دیا اور وہ وہیں کرسی پر سوگئی۔

آنکھ کھلی تو وہ کمبل میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس کا ذہن ہلکا ہو رہا تھا اور ہاتھ میں تکلیف کا بہت معمولی سا احساس تھا۔ ڈاکٹر نے بینڈیج کر دی تھی۔ اب یہ تین دن بعد ٹانکے کھولنے کے لیے ہٹائی جاتی۔ صبح کے نو بج رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ روانگی کے وقت میں صرف چند گھنٹے رہ گئے تھے۔ شیری اپنے کمرے میں آئی اس کے پاس کچھ ہی سامان تھا جو سارا ایک بیگ میں آگیا۔ باہر اب بہت کم لوگ نظر آرہے تھے اس کا مطلب تھا کہ بیشتر عملہ روانہ ہو چکا تھا۔ اس نے شیلف پر رکھی باپ کی تصویر دیکھی اور آہستہ سے کہا۔ ”سوری ڈیڈ اب میں پولیس کی جاب نہیں کرسکوں گی۔“

دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ ”یس۔“

آنے والا راجر تھا۔ اس نے پہلے افسوس کیا اور پھر اسے اطلاع دی۔ ”دو بجے روانگی ہے... طوفان اندازے سے زیادہ تیزی سے اس طرف آرہا ہے۔“

”اب کتنے لوگ رہ گئے ہیں؟“

”سو سے کم ہیں یہ آخری طیارے میں جائیں گے۔“ راجر نے کہا۔ ”مجھے جیف نے روسی اسٹیشن کے بارے میں رپورٹ دی ہے۔ میں نے امریکی حکام کو اطلاع دیدی ہے۔“

”روسیوں کی طرف سے کوئی رابطہ کیا گیا؟“

جیف نے سر ہلایا۔ ”ان کا کہنا ہے اسٹیشن میں ان کا

بس ایک ہی آپریٹر تھا۔"

شیری حیران رہ گئی۔ "پھر اس نے غلط بیانی کیوں کی؟"

راجر ہچکچایا۔ "میرا خیال ہے قاتل نے اسے اس غلط بیانی کے لیے مجبور کیا ہوگا اور اس سے کال کرا کے اسے قتل کر دیا ہوگا۔"

"ممکن ہے۔" شیری نے سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ بات طے ہے، قاتل کا تعلق امریکی اسٹیشن سے ہے۔"

"شاید، مجھے ایک خیال اور آیا تھا کہ وہ تمہیں نشانہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے اس نے دو بار ریڈیو سے رابطہ کیا۔ دونوں بار تم گئیں مگر کیونکہ تمہارے ساتھ دوسرے بھی تھے اس لیے وہ ناکام رہا۔"

"دوسری بار میں نے اس سے اکیلے مقابلہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا۔" شیری نے ہاتھ بلند کر کے دکھایا۔ "لیکن میری جان بچ گئی۔ کیا تم نے چیک کیا کہ کوئی فرد کم تو نہیں ہے؟"

"یہاں ہر فرد کو نام کے بجائے ایک مخصوص کوڈ سے جانا جاتا ہے۔ جیسے میں اے ون ہوں اور تم ای سینتیس ہو۔ اس سے آسانی ہوتی ہے کیونکہ ایک ہی نام کے متعدد شخص ہوتے ہیں اور اس سے کنفیوژن پیدا ہوتی ہے۔ اب تک میں نے جو لسٹ چیک کی ہے۔ کوئی شخص مس نہیں ہے۔ تمام افراد جا چکے ہیں۔"

"اور جو رہ گئے ہیں؟"

"طیارے میں سوار ہونے کے بعد میں انہیں چیک کر سکوں گا اور پھر پتا چل جائے گا کہ کون کم ہے مگر اس کا امکان نہیں ہے قاتل کو کسی نے نہیں دیکھا اور وہ ہمارے ساتھ جانے کے لیے آزاد ہوگا۔"

شیری نے کہنے سے گریز کیا کہ راجر اور اس کے آدمیوں کی جانب سے بے پروائی کی وجہ سے اب قاتل کا پتا چلانا بہت ہی مشکل ہو گیا تھا۔ اگر تمام افراد کے معمولات پر نظر رکھی جاتی تو اس سے پتا چلانا بہت آسان ہو جاتا کہ مخصوص اوقات میں کون اسٹیشن سے غیر حاضر تھا۔ یہ معما تھا کہ قاتل کا اصل مقصد کیا تھا؟ یقیناً اس کے پس پشت اس کا مفاد تھا مگر یہ مفاد کیا تھا؟ کیا اس کے پاس تاب کار مواد تھا۔ یہ بہت قیمتی چیز تھی۔ اگر وہ کسی ملک کا ایجنٹ تھا تب بھی اس کا پتا چلانا ضروری تھا۔ شیری نے پوچھا۔ "کیا طیارے میں کسی تاب کار چیز کی موجودگی چیک کی جا سکتی ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "گائیگر صرف یہاں تنصیبات میں ہیں لیکن طیارہ جہاں اترے گا وہاں لازمی سامان چیک ہوگا۔ ویسے یہاں ہینڈلڈ گائیگر بھی ہیں لیکن ان کی رینج کم ہے۔"

شیری جانتی تھی کہ یہاں سے سامان کسی اور طریقے سے لے جانا ممکن نہیں تھا۔ اگر تاب کار مواد فی الحال نہیں لے جایا جا رہا تھا تو وہ یقیناً اسٹیشن میں کہیں موجود تھا۔ قاتل نے اسے محفوظ جگہ رکھا ہوگا تاکہ بعد میں معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے تو وہ آ کر لے جائے۔ آج سب چلے جاتے تو آنے والے چھ مہینے تک کے لیے یہاں کوئی نہ ہوتا۔ گویا تاب کار مواد محفوظ رہتا۔ اس کے بعد اسے یہاں سے لے جایا جا سکتا تھا۔ راجر افسوس کر کے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد شیری اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ دیکھا۔ اس میں سے دو انگلیاں کم ہو گئی تھیں۔ اس نے گہری سانس لی۔ اس کا دکھ کم ہو رہا تھا۔ ایسے حادثات زندگی کا ایک حصہ تھے۔ وہ حقیقت پسند تھی اس لیے اس نے اپنے دکھ پر جلدی قابو پا لیا تھا۔ کچھ دیر بعد جیف نے اندر جھانکا اور پھر اندر آیا۔ اس کا ہاتھ پشت پر تھا۔

"اب کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرائی۔

"گڈ۔" اس نے ہاتھ آگے کیا تو اس میں ٹیولپ کا ایک پھول مع ڈنڈی تھا اور یہ بالکل تازہ تھا۔ وہ حیران ہوئی۔

"تھینک یو... یہ کہاں سے آیا؟"

"تم مائیکل شرمین کو جانتی ہو اس نے یہاں باغ بنا رکھا ہے وہ جانے سے پہلے سب ختم کر رہا ہے میں اس سے لایا ہوں۔"

"ایک بار پھر شکریہ۔" شیری بولی۔

جیف ہچکچایا۔ "تم نے راجر سے بات کی تھی؟"

اس نے سر ہلایا۔ "ہاں میرا خیال ہے قاتل اسی اسٹیشن سے تعلق رکھتا ہے۔"

"لیکن اس کا مقصد؟"

"یہی تو معلوم کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے سلیڈرز کا مواد اس کے پاس ہے اور اس نے یہیں کہیں چھپایا ہے۔ وہ دوبارہ آ کر لے جائے گا۔"

"یہ تھیوری دل کو لگ رہی ہے۔"

"اب دیکھنا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے... یہ معاملہ دوسرا آنے والا مارشل دیکھے گا۔" شیری نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے۔" جیف نے کہا اور بیگ کی طرف دیکھا۔ "تم تیار ہو؟"

"ہاں۔" وہ بولی اور بیگ اٹھا کر شانے پر لاد لیا۔ "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"دیکھتے ہیں کیفے ٹیریا میں کچھ مل جائے گا۔"

کیفے ٹیریا بھی بند ہونے والی پوزیشن میں تھا۔ انہیں بس چند سینڈوچز اور نوڈلز کے پیالے مل سکے تھے۔ لوگ ایک ایک کر کے اپنے سامان سمیت سی ون تھرٹی کی طرف جا رہے تھے۔ باہر ہوا کی شدت پچاس میل فی گھنٹا تک جا پہنچی تھی۔ طیارے تک رسائی میں ہی مشکل پیش آ رہی تھی۔ اس لیے راجر نے فیصلہ کیا تھا کہ جیسے ہی سب طیارے تک پہنچیں گے وہ روانہ ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر میسن اپنے سامان سمیت ان کے پاس سے ہیلو ہائے کرتا گزرا تھا۔ کونز کے پاس کوئی سامان نہیں تھا اس لیے وہ ان کے پاس آ بیٹھا، اس نے شیری سے کہا۔ "تمہیں میں لے جاؤں گا۔"

"سامان میں پکڑ لوں گا۔" جیف نے پیشکش کی۔ "تمہیں اپنے ہاتھ کی حفاظت کرنی ہوگی۔"

کچھ دیر بعد راجر نے لاؤڈ اسپیکر پر کہا۔ "روانگی کا وقت ہو گیا ہے جو بھی طیارے تک نہیں پہنچا ہے وہ آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ جائے۔ ورنہ وہ یہیں رہ جائے گا۔"

"بس ہمیں روانہ ہو جانا چاہیے۔" جیف نے کہا۔ وہ تینوں کھڑے ہو گئے۔ وہ باہر کی طرف جا رہے تھے کہ شیری کو خیال آیا۔ اس نے کہا۔

"ایک منٹ رکو... ایک چیز رہ گئی ہے میں وہ لے کر آتی ہوں۔" اس نے اپنا بیگ جیف کو پکڑاتے ہوئے کہا۔

"وقت نہیں ہے۔" وہ بولا۔

"میں بس پانچ منٹ میں آئی۔" شیری نے کہا اور تیزی سے واپس آئی۔ اس کا رخ ڈاکٹر میسن کے دفتر کی طرف تھا اور وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ اس نے دفتر لاک نہ کیا ہو ویسے یہاں کوئی دفتر لاک نہیں کرتا تھا۔ سوائے ریسرچ والی جگہوں کے۔ اس کی امید پوری ہوئی دفتر کھلا ہوا تھا۔ وہ آپریشن روم میں آئی اور ایک شیلف پر رکھے ہوئے جار اٹھا کر دیکھنے لگی۔ بالآخر اسے وہ جار مل گیا جس میں اس کی دو انگلیاں تھیں۔ اس نے جار اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا اور باہر آ رہی تھی کہ اسے کہیں کھٹکا سنائی دیا۔ شیری ٹھٹکی۔ اس نے پکارا۔ "ہیلو، یہاں کوئی ہے؟"

مگر جواب میں خاموشی رہی۔ شیری نے اپنا پستول نکال لیا۔ وہ دبے قدموں دفتر میں آئی۔ یہاں کوئی نہیں تھا۔ مگر اس نے آواز واضح سنی تھی اور وہ اسے اپنا وہم سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔ اس نے دروازہ کھولتے ہوئے راہداری میں جھانکا۔ وہ خالی تھی مگر کچھ آگے ایک اسٹور کا دروازہ بہت آہستہ سے بند ہوا تھا۔ شیری دبے قدموں اس تک آئی اور اس نے اچانک جھٹکے سے دروازہ کھولتے ہوئے پستول سامنے کر لیا۔ اندر تاریکی تھی۔ اس نے ہاتھ اندر کر کے ٹٹول کر بٹن تلاش کرنا چاہا کہ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر کھینچ لیا۔ شیری نے گولی چلائی تھی مگر وہ اسے لگی نہیں۔ حملہ آور نے اس کا پستول والا ہاتھ پکڑتے ہوئے لات مار کر اسے گرا دیا اور اب ہاتھ مروڑ کر پستول گرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اس کوشش میں کامیاب رہا مگر جب اس نے شیری کو چھوڑنا چاہا تو اس نے اس کے پیروں پر لاک لگا کر اسے گرا دیا۔ وہ ہاتھوں سے ٹٹول رہی تھی کہ اسے پستول مل جائے۔ مگر پستول حملہ آور کو مل گیا تھا۔ اس نے اچانک ہی شیری پر فائر کیا اور گولی اس کے سر کو تقریباً چھوتی گزری تھی اس نے چیخ ماری اور پیچھے گری۔ حملہ آور اس کی گرفت سے نکل گیا تھا۔ شیری کی چیخ کے باوجود حملہ آور مطمئن نہیں ہوا، وہ اس پر پھر فائر کرنے جا رہا تھا۔ اسی لمحے کونز دروازے پر نمودار ہوا اور حملہ آور نے بے دریغ اس پر فائر کر دیا وہ الٹ کر راہداری میں جا گرا اور حملہ آور اٹھ کر بھاگ نکلا۔ شیری بہ مشکل اٹھ کر باہر آئی تو وہ اس کی بس ایک جھلک دیکھ سکی تھی۔ کونز دیوار سے ٹکا ہوا تھا اور اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ گولی دل سے ذرا نیچے لگی تھی اور خون بہہ رہا تھا۔ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت تھی۔ شیری بھاگی اس کا رخ کنٹرول روم کی طرف تھا۔ اس نے ریڈیو سے راجر سے رابطہ کر کے اسے بتایا تو وہ غرایا۔ "لعنت ہو یہ کیا ہو رہا ہے تم وہاں کیا کر رہی تھیں؟"

شیری اسی کے لہجے میں بولی۔ "تم فضول باتیں کرنے کے بجائے ڈاکٹر میسن کو یہاں بھیجو، فوری۔"

وہ واپس آئی تو جیف بھی آ چکا تھا اور وہ کونز کے سینے پر گدی رکھ کر خون روک رہا تھا۔ کونز ہوش میں تھا، اس کا مطلب تھا کہ زخم بہت مہلک نہیں تھا مگر اسے فوری طبی مدد کی ضرورت تھی ورنہ زخم جان لیوا ہو سکتا تھا۔ ڈاکٹر میسن دس منٹ میں آ گیا تھا۔ اس کے پاس واکی ٹاکی تھا۔ اس نے کونز کا زخم دیکھا اور اسے فوری آپریشن روم میں لے جانے کا کہا۔ جیف اور شیری اسے سہارا دے کر آپریشن روم کی میز تک لائے تھے۔ ڈاکٹر میسن واکی ٹاکی پر راجر کو بتا رہا تھا کہ اس کی روانگی ممکن نہیں ہے کیونکہ کونز کا آپریشن کرنا ہے اور وہ ابھی نہیں جا سکتا۔ راجر نے کہا کہ اس صورت میں طیارہ روانہ ہو رہا ہے جس نے جانا ہے وہ دس منٹ میں طیارے

میں پہنچ جائے۔ شیری نے انکار کردیا۔ ”قاتل یہیں ہے میرا رکنا لازمی ہے۔“

”میں بھی رکوں گا۔“ جیف نے کہا تو ڈاکٹر میسن نے واکی ٹاکی اس کی طرف بڑھا دیا۔ جیف نے بات کی تو شیری نے کہا۔ ”میرا پستول اس کے ہاتھ لگ گیا ہے، اب مجھے ہتھیار چاہئیں۔“

”مل سکتے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔“ جیف نے کہا اور ڈاکٹر میسن سے کہا۔ ”دروازہ اندر سے بند کرلو جب تک میری یا شیرف کی آواز نہ سننا، کھولنا مت وہ قاتل یہیں کہیں گھوم رہا ہے۔“

ڈاکٹر میسن نے دروازہ اندر سے بند کرلیا۔ وہ دونوں بہت محتاط تھے۔ کیونکہ دونوں نہتے تھے۔ ہتھیار اسٹیشن کے آرم روم میں موجود تھے اور اس کے دروازے پر نمبروں والا لاک تھا۔ جیف نے نمبر ملا کر اپنا کارڈ پنچ کیا تو دروازہ کھل گیا۔ انہوں نے وہاں سے دو عدد پستول اور ان کے اضافی میگزین لیے۔ جیف نے ایک چھوٹی شاٹ گن بھی لی تھی۔ مختصر فاصلے کے لیے یہ موثر ہتھیار تھا۔ وہ باہر آئے تو زیادہ پراعتماد تھے۔ شیری نے جیف سے کہا۔ ”اسٹیشن بہت بڑا ہے پھر آس پاس کی عمارتیں بھی ہیں اسے تلاش کرنے کے لیے ہمیں کنٹرول روم سے کیمروں کی مدد لینا ہوگی۔“

”کنٹرول روم بند کردیا گیا ہے۔“

”جزوی طور پر اس کے بعض کیمرے اور فنکشن اب بھی کام کررہے ہیں۔“ شیری نے کہا۔ ”میرے ساتھ آؤ۔“

وہ کنٹرول روم میں آئے۔ شیری نے کچھ مانیٹرز آن کیے تو ان پر اسٹیشن کے بعض حصے دکھائی دے رہے تھے۔ جیف نے ایک واکی ٹاکی لیا اور شیری سے کہا۔ ”تم یہاں رک کر اسے تلاش کرو میں اسے باہر دیکھتا ہوں۔ اگر وہ کہیں نظر آئے تو مجھے خبردار کرنا۔“

شیری نے سر ہلایا اور جیف باہر چلا گیا۔ شیری ان چند مانیٹرز پر مختلف کیمروں کی ویڈیو دیکھ رہی تھی۔ اس نے اسٹیشن کے باہر دکھانے والا کیمرا مستقل ایک مانیٹر پر لگا دیا تھا۔ اس پر ایک آدمی تیزی سے طیاروں کے ہینگر کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ شیری نے جلدی سے واکی ٹاکی پر جیف کو خبردار کیا۔ ”یہ وہی ہے اس نے سر پر وہی گیس ماسک پہن رکھا ہے۔“

”میں دیکھتا ہوں۔“ جیف نے کہا۔

”رکو میں بھی آرہی ہوں۔“ شیری بولی۔

”نہیں تمہارا زخم ابھی اس قابل نہیں ہے۔ میں اسے قابو کرلوں گا۔“ جیف نے اعتماد سے کہا۔

”وہ تیسرے دروازے سے نکلا ہے یہ ہینگر کی طرف کھلتا ہے۔“ شیری نے کہا۔ چند منٹ بعد جیف بھی اسی دروازے سے باہر نکلا تھا۔ باہر نکلتے ہی واکی ٹاکی سے شیری کا رابطہ ختم ہوگیا۔ باہر موسم بہت خراب تھا اور کسی قسم کی ریڈیائی کمیونیکیشن ممکن نہیں تھی۔ وہ بیرونی دنیا سے رابطہ بھی نہیں کرسکتے تھے۔ شیری کو کونز کا خیال تھا مگر اس نے ڈاکٹر میسن سے رابطہ نہیں کیا کہ وہ مصروف ہوگا۔ اس وقت اس کی ساری توجہ کونز کی جان بچانے پر مرکوز ہوگی۔ وقت گزرتا رہا اور جیف کو گئے ہوئے بیس منٹ ہونے کو آئے تھے۔ وہ یا قاتل دوبارہ کسی کیمرے میں نہیں آئے تھے۔ شیری نے تینوں مانیٹرز پر تینوں بیرونی دروازوں کے کیمرے سیٹ کرلیے تھے۔ ہر لمحے اس کی بےچینی بڑھ رہی تھی اور اب یہ بےچینی جیف کی سلامتی کے بارے میں تھی۔ بالآخر اس نے بھی باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے گرم جیکٹ اور مٹانز پہنے اور ایک نمبر دروازے سے باہر نکل آئی یہاں سے ایک رسی ہینگر کے عقبی حصے تک جارہی تھی۔

باہر ہوا پاگلوں کی طرح چنگھاڑ رہی تھی اور بےپناہ اڑتے ذرات میں چند قدم آگے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ شیری نے کمر سے بندھی ڈوری کا کلپ رسی سے منسلک کرلیا۔ اب اس کا ہاتھ چھوٹ بھی جاتا تو وہ رسی سے الگ نہیں ہوسکتی تھی۔ وہ ایک ہی ہاتھ استعمال کرسکتی تھی۔ ہوا کی مخالف سمت میں وہ خود کو دھکیلتے ہوئے بڑی مشکل سے آگے بڑھ رہی تھی کسی نہ کسی طرح وہ ہینگر کے عقبی حصے تک پہنچی اور اس کے اسٹور کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ ہوا کے دباؤ کی وجہ سے اسے دروازہ بند کرنے میں بہت زور لگانا پڑا تھا اور وہ اسے بند کرکے فرش پر ڈھیر ہوگئی، اس کا سانس قابو میں نہیں آرہا تھا۔ وہ ہانپتے ہوئے اٹھی اور دبے قدموں ہینگر کی طرف بڑھی۔ یہاں دو چھوٹے طیارے موجود تھے اور فی الحال ان کو کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ اسے ایک طیارے کا کور اترا دکھائی دیا اور وہی ماسک پوش انجن کے ساتھ کچھ کر رہا تھا۔ شیری کا دل ایک لمحے کو رکا، اس کا مطلب تھا کہ جیف خیریت سے نہیں تھا۔ اسے قریب میز پر اوزار دکھائی دیے اس نے ایک رینچ پانا اٹھا لیا، یہ ڈیڑھ فٹ لمبا اور تقریباً ڈھائی کلوگرام وزنی تھا۔ وہ دبے قدموں ماسک مین تک آئی اور عقب سے اس کی گدی پر وار کیا۔ شیری نے خیال رکھا تھا کہ یہ وار اسے موت کے گھاٹ نہ اتار دے اسی لیے وہ لڑکھڑا کر گرا اور دوسرے وار میں وہ بےہوش ہوگیا۔ پانا

پھینک کر شیری نے جیف کو تلاش کیا تو وہ ایک طرف بےہوش ملا۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا لیکن اس کی نبض ٹھیک چل رہی تھی۔ شیری نے سکون کا سانس لیا اور اس کی کوشش سے وہ جلد ہوش میں آگیا۔

”اس نے اچانک عقب سے وار کیا۔“ جیف نے بےہوش ماسک مین کو دیکھا اور پھر اس کے منہ سے ماسک اتار لیا۔ شیری کو وہ جانا پہچانا لگا مگر جیف نے اسے فوراً شناخت کرلیا تھا۔ ”یہ ڈاگ مین ہے، ویبر اسکاٹ۔“

شیری چونکی۔ ”یعنی یہ کتے لے کر مختلف سب اسٹیشنوں تک جاتا ہوگا؟“

”لازمی بات ہے۔“ جیف نے کہا۔ ”اب اسے اسٹیشن تک لے جانا ہوگا، یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔“

”اس مسئلے کا حل ہے۔“ جیف نے کہا۔ وہ پہلے اسے ہوش میں لائے اور پھر وہ تینوں اسٹیشن میں آگئے۔ جیف نے اسے لاک اپ میں بند کردیا اور وہ ڈاکٹر میسن کے پاس آئے جو کونز کا آپریشن کرکے فارغ ہوا تھا اور اس نے دستانے تک نہیں اتارے تھے۔ وہ بیئر پی رہا تھا۔ کونز آپریشن ٹیبل پر تھا اور اس کے ایک بازو سے ڈرپ اور دوسرے سے خون کی بوتل لگی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر میسن نے کہا۔ ”اب ٹھیک ہے لیکن اگر دس منٹ اور دیر ہوتی تو اس کا خون بہت بہہ جاتا۔“

”اسے یہیں رکھنا ہے؟“ شیری نے پوچھا۔

”یہیں ٹھیک ہے، یہاں گرمائش زیادہ ہے باقی جگہوں پر شٹ ڈاؤن کی وجہ سے کم ہوگئی ہے۔“

شیری نے اسے بتایا کہ قاتل پکڑا گیا ہے اور وہ لاک اپ میں ہے۔ ڈاکٹر پریشان ہوگیا۔ ”یعنی اب ہم ایک قاتل کے ساتھ آنے والے چھ ماہ یہاں رہیں گے؟“

”لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔“ شیری نے کہا۔ ”اسے عدالت میں پیش کیا جائے گا۔“

جیف نے کہا۔ ”ہمیں خوراک کا اسٹاک نکالنا ہوگا۔ کیونکہ سب پیک کردیا گیا ہوگا۔“

شیری نے اس سے اتفاق کیا۔ انہوں نے کچن کے اسٹور روم سے خوراک نکالی۔ اس میں گوشت اور سبزیوں سے لے کر تمام چیزیں موجود تھیں۔ سبزیاں ایک خاص انداز سے محفوظ کی گئی تھیں۔ اسٹاک اتنا زیادہ تھا کہ وہ چند افراد اس سے چھ مہینے کیا چھ سال بھی گزارا کرسکتے تھے۔ یہاں خوراک خراب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کونز کو چھ گھنٹے بعد ہوش آگیا تھا اور دو دن بعد وہ اٹھ کر چلنے پھرنے لگا تھا۔ ایک ہفتے بعد وہ ان لوگوں کے ساتھ انڈور باسکٹ بال اور ٹیبل ٹینس کھیل رہا تھا۔ ان کے پاس کرنے کو کچھ نہیں تھا کیونکہ ویبر نے سختی سے اپنا منہ بند کرلیا تھا اور شیری کے ہر سوال کا جواب اس نے خاموشی سے دیا تھا۔ اس لیے شیری نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ اسے لاک میں ہی دو وقت کھانا دیا جاتا اور جیف کے مشورے پر کوئی اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ جیف کا کہنا تھا کہ شاید اس طرح قید تنہائی سے گھبرا کر وہ زبان کھول دے۔ مگر اب شیری کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ واپسی پر وہ اسے حکام کے حوالے کرتی اور اس کیس سے دست بردار ہوجاتی۔

شیری کے ہاتھ کے ٹانکے تیسرے دن کھول دیے گئے تھے۔ زخم بھرنے والی پوزیشن میں تھا اور پانچ دن بعد صرف کھرنڈ رہ گیا تھا۔ یہ بھی دو دن بعد ہٹ گیا۔ مگر وہ جب اپنا ہاتھ دیکھتی اسے ویبر پر طیش آتا۔ وہ قاتل ہی نہیں تھا اس کے نقصان کا ذمے دار بھی وہی تھا۔ مگر وہ اس کے خلاف کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ کیونکہ وہ قانون کی محافظ تھی، اسے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں تھا۔ اس کا زیادہ تر وقت کنٹرول روم میں گزرتا تھا جہاں وہ ریکارڈ شدہ پیغام بھیجتی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ بھی اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعے بھیجی تھی۔ اسے

انجیر کے خواص

قسم ہے انجیر کی ”القرآن“

حضور مرسلین ﷺ نے فرمایا۔ ”اگر کوئی پھل جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو وہ انجیر ہے۔“

اسے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کردیتا ہے۔

گٹھیا، جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

گردہ، پتا اور مثانے سے پتھری کو نکالتا ہے۔

زہر کے اثر سے محفوظ رکھتا ہے۔

حلق کی سوزش میں مفید ہے۔

جگر کو اور تلی کو صاف کرتا ہے۔

سینے کی سوزش میں مفید ہے۔

کھانسی اور دمے میں مفید ہے۔

مٹاپا کم کرتی ہے۔

بہترین ٹانک ہے۔

اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

مرسلہ۔ رضوان تنولی کریڑوی، کراچی

بتایا گیا تھا کہ قطب شمالی سے مسلسل طوفان اٹھ رہے تھے اور آنے والے چھ مہینے تک اس کا امکان بہت ہی کم تھا کہ ان کے لیے کوئی پرواز بھیجی جا سکے۔ خود شیری اور باقی سب بھی سمجھتے تھے کہ انہیں چھ مہینے یہاں رہنا ہے۔ یہاں تفریح کی تمام سہولیات تھیں۔ وہ ٹی وی نہیں دیکھ سکتے تھے مگر یہاں موویز اور میوزک کا بہت بڑا کلکشن تھا۔ انٹرنیٹ کے ذریعے وہ حالات حاضرہ سے بھی باخبر رہتے تھے۔ جسمانی سرگرمیوں کے لیے بہت کچھ تھا۔ ایک لائبریری تھی جس میں ایک لاکھ سے اوپر کتابیں تھیں۔ اس کے باوجود وقت گزارنا ایک مسئلہ تھا۔ شیری نے ڈاکٹر میسن سے اپنی انگلیوں کے متبادل کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا۔

''ہاں اب ایسی مصنوعی انگلیاں آگئی ہیں جو ہاتھ کے ساتھ لگ کر بالکل اصل کا تاثر دیتی ہیں انہیں سرجری سے فکس کیا جاتا ہے یہ محدود طور پر کام بھی کرتی ہیں لیکن اصل انگلیوں کا متبادل نہیں ہو سکتیں۔''

شیری کی کسی قدر تسلی ہوئی تھی۔ بے شک وہ یو ایس مارشل تھی مگر ایک عورت بھی تھی اور اسے اپنی جسمانی خوب صورتی بہت عزیز تھی۔ وہ کمرے سے باہر دستانہ پہن کر رکھتی تھی، جس سے یہ عیب چھپ جاتا تھا۔ وہ سب مل بانٹ کر کام کرتے تھے۔ کھانا شیری اور کونزمل کر بناتے تھے۔ صفائی اور چیزوں کی دیکھ بھال جیف نے اپنے ذمے لے رکھی تھی۔ ڈاکٹر میسن بہت بوڑھا تھا آنے والے اپریل میں وہ پینسٹھ برس کا ہو کر ریٹائر ہو جاتا، اس لیے اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔ مگر وہ ان کے ساتھ لگا کچھ نہ کچھ کرتا رہتا تھا۔ درحقیقت وہاں کرنے کو کچھ تھا نہیں وہ زیادہ تر فارغ رہتے تھے۔ کونز نے ویبر کے لیے تجویز دی۔ ''اسے بلاوجہ قید کر رکھا ہے۔''

''بلاوجہ؟'' شیری نے اسے گھورا۔ ''اس نے تمہیں گولی ماری تھی اور تمہاری قسمت تھی کہ تم بچ گئے۔''

''میرا مطلب ہے اس سے کام لیا جائے... الٹا ہم اس کی خدمت کرتے ہیں۔''

''کہہ تو یہ ٹھیک رہا ہے۔'' جیف نے کہا۔

شیری نے نفی میں سر ہلایا۔ ''وہ کئی افراد کا قاتل ہے اور وہ بہت خطرناک ہے۔ صرف کام کے لیے اسے باہر نکالنا ایسا ہی ہے جیسے کسی شیر کو تفریح کے لیے پنجرے سے نکالا جائے۔''

''یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔'' ڈاکٹر میسن نے اس کی تائید کی۔ وہ سب ڈنر کی میز پر تھے۔ ''اسے صرف انتہائی ضرورت کے وقت باہر نکالا جائے اور اس پر کڑی نظر رکھی جائے کہ وہ کسی طریقے سے خود کو آزاد نہ کر لے۔''

وہ روز ہی اسے دیکھتے تھے۔ لاک اپ پختہ کمرے پر مشتمل تھا اور اس کا دروازہ بہت مضبوط فولاد کا تھا۔ اسے توڑنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس کے اوپری حصے میں ایسی جالی لگی تھی جس سے انگلی بھی باہر نہیں نکالی جا سکتی تھی اور اس کے وسط میں ایک سرک کر کھلنے والا خانہ تھا۔ اسے بھی باہر سے لاک کیا جا سکتا تھا یہ خانہ کھانا یا کوئی چیز دینے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ عام طور سے اسے کھانا کونز دیتا تھا۔ کبھی کبھی جیف یا شیری بھی لا دیتے تھے۔ اس روز کونز اسے صبح کا ناشتا دینے گیا تو اس نے دروازہ بجانے پر خانہ کھول کر ٹرے نہیں لی۔ کونز نے دوبارہ بجایا اور پھر اوپر سے جھانک کر دیکھا۔ اسے جو نظر آیا اسے دیکھ کر وہ تیزی سے کچن کی طرف بھاگا تھا۔ چند منٹ میں سب وہاں جمع تھے۔ جیف نے چابی سے لاک کھولا اور وہ اندر آئے۔ جہاں ویبر فرش پر اس طرح پڑا تھا کہ اس کی گردن میں پنسل گھسی ہوئی تھی اور فرش پر خون ہی خون تھا۔ ویبر کا ہاتھ پنسل کے سرے پر جما ہوا تھا جیسے وہ اسے نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے مر گیا۔ اسے مرے ہوئے یقیناً خاصی دیر ہو گئی تھی۔

''اس کے پاس پنسل کہاں سے آئی؟'' جیف نے سوال کیا۔ ویبر کو یہاں قید کرتے ہوئے اس سے ہر چیز لے لی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ ڈاکٹر میسن نے جھک کر اس کا معائنہ کیا اور بولا۔

''یہ خودکشی ہے اس نے پنسل پکڑ کر نیچے سے اوپر کی طرف گھسائی ممکنہ طور پر دماغ بھی متاثر ہوا ہے لیکن موت بہت زیادہ خون بہنے سے ہوئی ہے۔''

شیری نے لاش کی تصویریں لیں اور پھر اسے ڈاکٹر میسن کے آپریشن روم میں منتقل کیا جہاں اس کا پوسٹ مارٹم ہوا تھا۔ موت خون بہنے سے واقع ہوئی تھی اور دماغ بھی متاثر ہوا تھا۔ ڈاکٹر میسن نے اپنی رپورٹ میں خودکشی ہی لکھی تھی۔ مگر شیری مطمئن نہیں تھی اس نے جیف سے کہا۔ ''یہ قتل بھی ہو سکتا ہے۔''

جیف چونک اٹھا۔ ''کون کر سکتا ہے اسے قتل؟''

''میں، کونز، تم...''

''میں نے نہیں کیا۔'' جیف نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں نے بھی نہیں کیا۔'' کونز نے شانے اچکائے۔

''اب رہ جاتی ہوں میں یا ڈاکٹر میسن۔'' شیری نے کہا۔

''جب ڈاکٹر اسے خودکشی قرار دے رہا ہے تو تم اسے قتل کیوں سمجھ رہی ہو؟''

شیری کچھ دیر سوچتی رہی پھر اٹھ گئی۔ اس کا رخ لاک اپ کی طرف تھا۔ اس کا لاک کھلا تھا وہ اندر آئی اور کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ آٹھ بائی دس کا کمرا تھا، دروازے کے ساتھ ہی تین بائی سات فٹ کا فکس لوہے کا بیڈ تھا۔ اس کے سرہانے لوہے کی ہی الماری بنی تھی جس میں سامان رکھا جا سکتا تھا۔ آخر میں ایک کموڈ اور ایک واش بیسن تھا جس کے اوپر دھات کا پالش شدہ آئینہ لگا ہوا تھا۔ یہاں کوئی چیز ایسی نہیں تھی جسے قیدی بہ طور ہتھیار یا آلۂ خودکشی کے طور پر استعمال کر سکتا۔ لاش کمرے کے عین وسط میں پڑی تھی اور یہ بیڈ کے پیروں والے حصے کے پاس تھی۔ ویبر گول مول ہو کر گرا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنی گردن پر تھے ایک نے پنسل کا سرا پکڑ رکھا تھا اور دوسرا اس پر جما ہوا تھا۔ شیری نے تصور کیا اس نے بیڈ کے کنارے بیٹھ کر یہ کام کیا تھا اور پھر وہ لڑھک کر نیچے گر گیا اور یہیں اس نے دم توڑ دیا۔ خون سے بھی یہی ثابت ہو رہا تھا۔

شیری دروازے کے پاس آئی اور اس کا باریک بینی سے جائزہ لیا۔ اس نے اپنی چھوٹی سی لیکن بہت تیز روشنی والی ٹارچ استعمال کی جس سے چھوٹی سی چیز بھی واضح نظر آتی۔ وہ چونکی اسے سرک کر کھلنے والے خانے کی سلائڈ میں گہرا رنگ دکھائی دیا تھا۔ اس نے اسے انگلی سے چھوا مگر وہ خشک تھا۔ پھر اس نے اسے انگلی پر تھوک لگا کر رگڑا تو اس بار اس کی انگلی پر سرخ رنگ آیا تھا اس نے سونگھ کر دیکھا واضح طور پر خون کی مہک تھی۔ اگر یہ ویبر کا خون تھا تو یہاں کیسے آیا جب کہ وہ اس جگہ سے کم سے کم چھ فٹ دور پڑا ہوا تھا۔ فرش پر بھی جہاں خون گرا تھا اس کے سوا نہ تو کہیں خون پھیلا تھا اور نہ ہی چھینٹے تھے۔ ویبر تڑپا نہیں تھا ورنہ خون اور جگہوں پر بھی پھیلتا یا اڑتا۔ شیری نے فرش کا معائنہ کیا مگر کہیں خون کا معمولی سا قطرہ بھی نہیں تھا اور فرش بالکل صاف تھا۔ وہ وہاں سے نکلی اور اس نے جیف سے چابی طلب کر کے اس جگہ کو لاک کر دیا اور چابی اپنے قبضے میں کر لی۔ البتہ اس نے دوسروں کو سرکنے والے خانے پر پائے جانے والے خون کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ ویبر کی لاش اسٹیشن کے اسٹور والے حصے میں پلاسٹک کفن میں ڈال کر منتقل کر دی گئی تھی۔ جہاں پہلے ہی دو لاشیں موجود تھیں۔ وہاں درجۂ حرارت منفی سے خاصا نیچے ہوتا تھا اس لیے لاشوں کے خراب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

شیری محسوس کر رہی تھی کہ اس حادثے کے بعد وہ ذہنی طور پر اپنی جاب سے ہٹ گئی تھی۔ حالانکہ وہ اب بھی جاب پر تھی۔ شاید اسی لیے ویبر کی موت واقع ہوئی۔ شیری کو اسے اپنی تحویل میں رکھنا چاہیے تھا اور لاک اپ کو چیک کرتے رہنا چاہیے تھا۔ اگر یہ خودکشی تھی تب بھی اسے کسی نے پنسل تو دی تھی۔ وہ اپنی بے پروائی کا ازالہ اسی طرح کر سکتی تھی کہ ویبر کی موت کی تہ تک پہنچے۔ اسے لگ رہا تھا، اگر اس نے ویبر کی موت کا معما حل کر لیا تو شاید طیارے سے گم شدہ تاب کار مواد اور روسی اسٹیشن کے آپریٹر کے قتل کا معما بھی حل ہو جائے گا۔ اس نے اسٹیشن میں موجود تاب کاری کا پتا لگانے والا گائیگر حاصل کیا۔ بڑے ریڈیو کے سائز کا یہ آلہ آواز سے تاب کاری سے خبردار کرتا تھا۔ اگر پاس تاب کاری ہوتی تو یہ چرچراہٹ کی آواز پیدا کرتا تھا اور تاب کاری جتنی زیادہ ہوتی آواز اتنی ہی تیز ہو جاتی۔ اسٹیشن کے دروازوں پر بڑے گائیگر نصب تھے جو کنٹرول روم میں خبردار کرتے تھے۔

یہاں ہمہ وقت رات ہو گئی تھی مگر وہ واشنگٹن کے وقت کے حساب سے چلتے تھے۔ رات ہوتے ہی جب سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے تو شیری دبے قدموں باہر نکل آتی اور اسٹیشن کے مختلف حصوں میں پھرتی اور تاب کار مواد کا سراغ لگانے کی کوشش کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے اسٹیشن کا بیشتر حصہ چیک کر لیا تھا۔ اب صرف رہائشی کمرے اور اسٹور والا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ کمرے بھی اس نے مختلف اوقات میں چیک کر لیے جب ان کے مکین وہاں نہیں ہوتے تھے۔ اب صرف اسٹور روم والا حصہ بچا تھا۔ شیری نہیں چاہتی تھی کہ دوسروں کو اس کی سرگرمیوں کا علم ہو۔ اس لیے وہ راتوں کو یہ کام کر رہی تھی۔

اسٹور خاصا بڑا تھا اور اس کی تلاشی لینا آسان کام نہیں تھا کیونکہ وہاں اسٹیشن کی ضرورت سے متعلق ہر چیز موجود تھی۔ بے شمار سامان مکمل پیک حالت میں رکھا تھا اور اسے کھول کر چیک کرنا ممکن نہیں تھا۔ وہاں مشینری اور آلات کے ساتھ ایندھن کا ذخیرہ بھی تھا۔ اس رات شیری نے ذرا دیر لگائی جب اسے یقین ہو گیا کہ سب سو گئے ہیں تو اس نے اپنی بھاری جیکٹ اور مٹانز پہنے۔ اسٹور میں گرمائش کا بندوبست نہیں تھا اس لیے وہاں درجۂ حرارت تقریباً باہر جتنا ہوتا۔ وہ گائیگر لے کر اسٹور میں آئی۔ شٹ ڈاؤن ہونے کی وجہ سے یہاں کی روشنیاں بند تھیں۔ وہ بڑی ٹارچ ساتھ لائی تھی۔ اس نے اندر آ کر ٹارچ جلائی اور گائیگر کا ہیڈ فون کانوں پر چڑھا کر سامان کے درمیان گھومنے لگی۔ اس کا انٹینا اس نے

آگے کیا ہوا تھا اور گھما کر دیکھ رہی تھی۔ بعض اوقات معمولی سی چرچراہٹ آتی تھی مگر یہ خاص نہیں تھی کیونکہ معمولی سی تاب کاری بہت سی چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ غیر معمولی تاب کاری کی صورت میں آلے پر ایک سرخ بلب بھی جل اٹھتا۔
گھومتے ہوئے وہ لاشوں کے پاس آئی۔ یہ ایک بڑے فولادی ریک پر اوپر تلے شیلفس پر رکھی تھیں۔ اچانک اسے خیال آیا اور اس نے گائیگر اس امید کے ساتھ لاشوں کی طرف کیا کہ شاید آواز آئے مگر اسے مایوسی ہوئی گائیگر اس بار بھی خاموش تھا۔ یہ تین لاشیں تھیں۔ اس نے ایک لاش نہیں دیکھی تھی یہ دوسرا فرد تھا جو کسی حادثے میں مارا گیا تھا۔ شیری نے جھک کر دیکھا تینوں بیگز کے ساتھ لگے ٹیگوں پر نام کے بجائے نمبر لکھے تھے اور وہ حیران رہ گئی۔ یہ ایک ہی سیریز کے متواتر نمبر تھے۔ ویبر اسکاٹ کا نمبر ایف بارہ تھا۔ دوسری لاش رائن کریچن کی تھی اس کا نمبر ایف تیرہ تھا اور تیسری لاش ریکراوٹس کی تھی جس کا نمبر ایف چودہ تھا۔ شیری تیزی سے کنٹرول روم میں آئی اس نے کمپیوٹر آن کر کے مرکزی ڈیٹا تک رسائی حاصل کی۔ اس کے پاس اس کا پاس ورڈ تھا۔ اس نے ملازمین کا ڈیٹا کھولا اور اس میں ایف سیریز نکالی۔ وہ حیران ہوئی تینوں ملازم ڈاگ مین تھے اور ریکراوٹس بھی سپلائر نہیں تھا۔ ہاں کبھی کبھی وہ ہینگر میں بھی کام کر لیتا تھا مگر اس کی اصل ڈیوٹی ڈاگ مین کے طور پر تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر میسن کو اس کے بارے میں غلط بتایا گیا تھا۔
اس نے اس امید پر ان کی سرگرمیوں کا ریکارڈ چیک کیا کہ شاید کچھ معلوم ہو اور فوراً ہی کام کی بات سامنے آگئی۔ ایک مہینے پہلے یہ تینوں سب اسٹیشن آٹھ کے لیے سپلائی لے کر گئے تھے۔ ایک معمول کے تحت ہر تین مہینے بعد تمام سب اسٹیشنوں پر تازہ سپلائی بھجوائی جاتی تھی اور پرانی سپلائی واپس منگوالی جاتی تھی۔ اس میں خوراک اور دوسرا سامان ہوتا تھا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سب اسٹیشن پر جانے والے کسی وجہ یا ہنگامی حالات میں کئی دن رک جاتے تھے۔ اس لیے وہاں سپلائی رکھی جاتی تھی۔ یہ اس وقت کام آتی تھی۔ ریکارڈ کے مطابق وہ تینوں ایک دن وہاں رکے تھے۔ کیونکہ ایک سلیج ٹوٹ گئی تھی اور انہیں مرمت میں وقت لگا تھا۔ یہ سب پڑھتے ہوئے شیری کا غصے سے برا حال ہونے لگا۔ اگر راجر اس وقت ریکارڈ چیک کر لیتا تو ویبر پہلے پکڑا جاتا اور اس کے ساتھ یہ نہ ہوتا۔ کہانی رفتہ رفتہ سامنے آرہی تھی۔ یقیناً طیارہ ان تینوں نے تلاش کیا تھا اور وہی تاب کار مواد کے سلینڈر نکال کر لائے تھے۔ مگر ان کے پیچھے بھی کوئی تھا۔ اس نے ویبر سے باقی دو کو ٹھکانے لگوایا اور پھر خود ویبر کو ٹھکانے لگا دیا۔
وہ واپس اسٹور روم میں آئی۔ آتے ہوئے وہ ڈاکٹر کے دفتر سے ایک سرجیکل چاقو بھی اٹھا لائی تھی۔ اس نے سب سے پہلے رائن کی لاش کھولی۔ اس کے عریاں جسم پر پوسٹ مارٹم کے نشانات تھے اور اس کے سر پر بھی ٹانکے لگے ہوئے تھے۔ اس کی موت سر کی چوٹوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ شیری نے کفن نیچے تک کھولا اور رائن کی ران کا معائنہ کیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق اس کی ران پر زخم کا نشان تھا یہ زخم یقیناً اسے سلینڈر کا لاک توڑتے ہوئے آیا تھا۔ اس کے سینے سے لے کر پیٹ تک پوسٹ مارٹم کا مخصوص وائی کی شکل کا کٹ موجود تھا جسے ٹانکے لگا کر بند کیا گیا تھا۔ شیری کچھ دیر سوچتی رہی پھر اس نے ہمت کر کے چاقو سے ٹانکے کاٹنا شروع کیے۔ ٹانکے کاٹنے پر بھی کھال الگ نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ منجمد ہو گئی تھی۔ شیری کو زور لگا کر اس کا سینہ اور پیٹ کھولنا پڑا تھا۔ بہ مشکل اور خود پر جبر کر کے اس نے یہ کام کیا اور پھر ٹارچ کی روشنی اندر ڈالی تو کوئی چیز چمکی تھی۔ یہ پلاسٹک شاپر میں تھی۔ اس نے جلدی سے گائیگر اٹھا کر چیک کیا مگر وہ تاب کار نہیں تھی۔
"یہ تاب کار نہیں ہے۔" عقب سے آواز آئی۔ "تم غلط سمجھ رہی ہو۔ روسی طیارے میں تاب کار مواد نہیں تھا۔"
شیری نے مڑ کر دیکھا کچھ فاصلے پر ڈاکٹر میسن کھڑا تھا۔ "تو یہ تم ہو؟"
"یقیناً تم بہت ذہین ہو۔"
"نہیں میں ذہین نہیں ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں پہلے تم تک پہنچ جاتی۔"
"اگر تم ذہین نہیں ہو تب بھی مستقل مزاج ضرور ہو اپنے باپ کی طرح... وہ میرے مقابلے میں ذہین نہیں تھا۔ اوسط درجے کا طالب علم تھا مگر وہ کاؤنٹی شیرف بن گیا۔ ریٹائرمنٹ تک اس نے اچھی خاصی دولت جمع کر لی اور ریٹائرمنٹ پر بھی اسے بہت کچھ ملا۔ جب کہ میں جو اس سے زیادہ ذہین تھا ڈاکٹر بنا... سرکاری اسپتالوں میں جھک مارتا رہا اور پھر یہاں بھیج دیا گیا اس سرد جہنم میں جہاں ہر وقت فراسٹ بائٹ کا خطرہ لگا رہتا ہے۔" ڈاکٹر میسن کا لہجہ تلخ ہو گیا۔ "اگلے سال ریٹائرمنٹ کے بعد مجھے ڈیڑھ لاکھ ڈالرز دے کر گھر بھیج دیا جائے گا۔ اس رقم میں ایک ڈھنگ کا گھر نہیں آتا باقی ساری عمر میں سوشل سیکیورٹی کی رقم سے گزاروں گا۔ میرے اکلوتے بیٹے کو کیا ملے گا؟"
"تو تم نے یہ سب مائیکل کے لیے کیا ہے؟"
"ہاں۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "وہ میرا بیٹا ہے میں ساری عمر اس کے لیے کچھ نہیں کر سکا لیکن اب میں نے اس کے لیے بہت کچھ کر دیا ہے۔ یہ سائبیریا کی کان سے نکلے ناتراشیدہ ہیرے ہیں۔ ان کی لاٹ چرا کر امریکا لائی جا رہی تھی کہ طیارہ کریش ہو گیا۔"
"تمہارا کیا خیال ہے یہ ہیرے اسے مل جائیں گے۔" شیری نے کہا۔ "جو پہلے ہی دس افراد کی جان لے چکے ہیں۔ کیا یہ مائیکل کو راس آئیں گے۔"
"لڑکی مجھ سے احمقانہ باتیں مت کرو۔" ڈاکٹر میسن نے کہتے ہوئے پستول نکال لیا۔ "یہ سب کتابی باتیں ہیں۔ ان ہیروں کی مالیت کروڑوں ڈالرز میں ہے اور اگلے گرما میں یہ لاشیں میرے ساتھ ہی واپس جائیں گی میں وہاں پہنچ کر ان سے ہیرے نکال لوں گا۔"
"اور میں...؟ کیا تم مجھے مار دو گے؟"
ڈاکٹر میسن خاموش ہوا پھر اس نے سر ہلایا۔ "مجبوری ہے میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا... اگر بات میری ہوتی تو شاید میں تمہیں چھوڑ دیتا لیکن میں مائیکل کے لیے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔" اس نے پستول سیدھا کیا تھا کہ عقب سے جیف کی آواز آئی۔ "ڈاکٹر پستول پھینک دو تم شاٹ گن کی زد پر ہو۔"
ڈاکٹر میسن ساکت ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اوپر کیا اور پستول ایک طرف پھینک دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بازی ہار گیا ہے۔ شیری نے جلدی سے آگے بڑھ کر پستول اٹھا لیا۔ جیف آڑ سے نکل کر سامنے آ گیا، اس نے شیری کی طرف دیکھا۔ "میں کئی دن سے تمہاری نگرانی کر رہا تھا۔"
شیری حیران ہوئی۔ "مجھے بالکل پتا نہیں چلا۔"
"مجھے خطرہ تھا کہ کوئی تمہیں بھی نقصان نہ پہنچا دے۔ میرا اندیشہ درست نکلا۔" جیف نے ڈاکٹر میسن کی طرف دیکھا۔ "مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یہ بوڑھا آدمی اتنا خطرناک نکلے گا۔ ہیروں کا معاملہ تمہارے علم میں کیسے آیا؟"
"میں بتاتی ہوں، یہ لوگ یقیناً رائن کو علاج کے لیے اس کے پاس لائے ہوں گے۔ سلینڈر کھولتے ہوئے وہ سلاخ سے اپنی ران زخمی کر بیٹھا تھا۔ یہاں سے ڈاکٹر اس کھیل میں شامل ہوا۔" شیری نے اس کی طرف دیکھا۔ "میں نے ٹھیک کہا نا ڈاکٹر؟"
ڈاکٹر میسن نے شکست خوردہ انداز میں سر ہلایا۔ "یہ لوگ ناتجربے کار تھے آسانی سے میری باتوں میں آگئے۔ ان میں ویبر ہی زیادہ ہوشیار تھا۔ میں نے اسے استعمال کیا اور ان دونوں کو مروا دیا۔"
"پھر ویبر کو تم نے مار دیا۔"
"ہاں اسے میں نے مار دیا۔ یہ کتا مجھے راز فاش کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ میں نے اسے دروازے کے باہر درمیان میں کھلنے والے خانے سے پنسل گردن میں اتار کر ہلاک کر دیا۔ کسی کا شبہ مجھ پر نہیں گیا۔"
"لیکن اب تم رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہو۔" جیف نے اپنا آئی فون اسے دکھایا۔ "اس میں سب ریکارڈ ہو گیا ہے۔ تم اس سے مکر نہیں سکتے۔"
"ویسے ثبوت کے لیے یہ لاشیں ہی کافی ہیں جن میں اس نے ناتراشیدہ ہیرے بھرے ہیں۔"
"اس سے قتل کا الزام ثابت نہیں ہوگا۔" جیف نے کہا "لیکن اب میرے پاس اس کا اقبال جرم ریکارڈ ہے۔"
ڈاکٹر میسن کا جھریوں زدہ چہرہ ستا گیا تھا۔ اس نے آہستہ سے پوچھا۔ "اب تم میرے ساتھ کیا کرو گے؟"
"تمہیں قانون کے حوالے کریں گے اور تمہیں سزا ہوگی۔" شیری نے کہا۔
"اگر میں خود کو سزا دے لوں تو؟" ڈاکٹر میسن نے کہا اور رفتہ رفتہ پیچھے ہٹنے لگا۔ وہ چوکنا ہو گئے۔
"کیا مطلب؟" شیری نے پوچھا۔
"میں باہر چلا جاتا ہوں۔ تم لوگ مجھے مفرور کہہ سکتے ہو۔ میں اس عمر میں جیل کی ذلت اور سختیاں برداشت نہیں کر سکتا۔"
"یہ تو تمہیں اس چکر میں پڑنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔" جیف نے کہا۔ "ہم تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔"
"پلیز۔" اس نے التجا کی۔ "تمہارے پاس لاشیں اور ہیرے ہیں۔ بے شک مجھ پر الزام لگا دو مگر میں اس عمر میں عدالت کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔ شیری تمہیں اپنے باپ کا واسطہ مجھے جانے دو۔"
باپ کا نام سن کر شیری کا پستول والا ہاتھ جھک گیا تھا۔ ڈاکٹر میسن ایمرجنسی ڈور تک پہنچ گیا تھا، اس نے نمبر ملا کر دروازے کا لاک کھول دیا اور ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ فوراً ہی قیامت خیز ہوائیں اندر آنے لگی تھیں اور جیسے ہی ڈاکٹر نے ایک قدم آگے بڑھایا ہوائیں اسے اچک کر لے گئی تھیں۔ دروازہ خود بہ خود بند ہونے لگا اور چند لمحے بعد وہاں سناٹا تھا۔